ماہنامہ
الحقیقۃ
پاکستان

شمارہ 7
مئی 2011ء، جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ
جلد 11



اسلام کا پہلا عقیدہ

توحید

چاروں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے یار ہیں فخر کبار ہیں

کیا درود ابراہیمی کے علاوہ
ہر درود ممنوع اور گناہ ہے؟

سلسلہ احادیث الصحیحۃ



فیصلے کی گھڑی آن پہنچی
(اداریہ)

مسائل دینیا

تحدیث نعمت کا مفہوم

فہرست

نعت شریف

دیں قلب و جاں اس شہ ابرار کے سپرد
ساری متاعِ زندگی سرکار کے سپرد

تاریکیٔ حیات کا کھٹکا نہیں رہا
دل کر دیا ہے منبعِ انوار کے سپرد

سب کچھ جنابِ سید ابرار پر فدا
ہر شے حضور احمد مختار کے سپرد

سارا لٹا دو عشق رسالت مآب میں
جو بھی ہے مال چشمِ گہربار کے سپرد

سر ہو رہینِ شوق تجلائے آنجناب
دل ہو خیالِ سید ابرار کے سپرد

مفہوم گویا شانِ رفعتنا یہ بھی ہے
سب عظمتیں ہیں آپ کے دربار کے سپرد

ہر اک کو کیوں سناتا پھروں داستانِ غم
کیوں ہو نہ جاؤں ایک ہی غمخوار کے سپرد

کم ظرف و پست ہمت و بے ذوق ہے گدا
کیا کیا گزارشیں نہیں سرکار کے سپرد

اللہ نے انہیں خبر بخشی جہان کی
پھر کر دیا جہاں کو خبردار کے سپرد

قبضہ دلوں پہ دے دیا اللہ نے تمہیں
ہونے نہ دیجئے مجھے اغیار کے سپرد

کیوں نہ چمک اٹھے بھلا آسیؔ مرا نصیب
ذرّہ ہے ایک مہر ضیا بار کے سپرد

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

یونس-٦٢

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمۃ الحقیقہ — اداریہ

فیصلے کی گھڑی آن پہنچی

سعید آسوی کے قلم سے

آج وطنِ عزیز کی جو صورتحال ہے، 'عمائدینِ سلطنت' ہی کے لئے نہیں، ایک ریڑھی بان، ایک رکشہ ڈرائیور اور ایک دیہاڑی دار کے لئے بھی خاصی پریشان کن ہے۔ ایک طرف مہنگائی کا عفریت ہے تو دوسری طرف لوڈشیڈنگ کا عذاب، ایک طرف انڈیا و اسرائیل کی 'گریٹر بلوچستان' کی صورت میں وطنِ عزیز کو مزید تقسیم کرنے کی زوردار کوششیں ہیں تو دوسری طرف خودکش بم دھماکوں کی شکل میں شامتِ اعمال سر پہ مسلط۔ ادھر ان تمام شیطانی سرگرمیوں کے اصل محرک یعنی امریکہ نے ایک مرتبہ پھر ہمیں دوراہے پر لا کھڑا کیا ہے۔ اس نے دھمکی آمیز انداز میں کہا ہے کہ یا تو ڈالرز لیتے جاؤ اور جو ہم کریں اس پر خاموش رہو۔ یعنی ہم سی آئی اے کا جاسوسی نیٹ ورک پھیلا کر پاکستان کی سلامتی کے لئے ایک مستقل خطرہ بنیں یا ڈرون حملے کر کے معصوم بچوں اور عورتوں کو ناحق شہید کریں یا ملکی ایٹمی اثاثوں کی 'حفاظت' کا بیڑہ اٹھائیں، تمہاری زبانیں بند رہنی چاہئیں، یا پھر لڑائی و تباہی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم ۱۱/۹ کے واقعات سے تا حال پہلی شرط پر عمل پیرا ہیں۔ لیکن اس کا صلہ ہمیں کیا ملا، اقتصادی بدحالی، بھوک و افلاس، بم دھماکے، اپنوں کی نفرت، ایٹمی پروگرام کو لاحق خطرات، دہشت گردی کا الزام اور بے شمار مصائب و آلام۔ حالانکہ آج تک جو امریکہ نے کہا ہم نے بسر و چشم اس کی تابعداری کی۔ اب جبکہ وہی تاریخ اپنے آپ کو دہرانے جا رہی ہے یعنی اس کی بڑھتی سرگرمیوں پر صدائے احتجاج بلند کی گئی ہے تو اس نے پھر وہی دھمکی دی ہے کہ ہمارا ساتھ دو ورنہ۔۔۔۔

تو ہمیں چاہیئے کہ امریکہ اور اس کے حواری ممالک پر لعنت کے دو بول بول کر اس 'معتز بول' سے خلاصی حاصل کر لیں۔ اگر ہمیں اپنے وطن سے واقعی پیار ہے اور اس کی سلامتی ہمیں عزیز ہے تو ایسا کرنا ہو گا۔ اس راستے پر چلنا ہو گا۔ یہی راستہ ہمیں یقینی تباہی اور شکست سے بچا سکتا ہے۔ اس لئے کہ اس راستے میں یا تو فتح ملے گی یا شہادت مقدر ہو گی اور دونوں صورتوں میں بندۂ مومن کی کامیابی ہے۔ شکست کا لفظ بندۂ مومن کی ڈکشنری میں لکھا ہی نہیں گیا۔ ہمارے صدر، وزیرِ اعظم اور آرمی چیف سب کشمکش کا شکار ہیں اور کسی حتمی فیصلے پہ نہیں پہنچ رہے حالانکہ اب فیصلہ کئے بنا گذارا نہیں۔ ان سب کی سوئی 'تعلقات کی بحالی' (دراصل بے حالی) پر اٹکی ہے، جو کہ بذاتِ خود ایک المیہ ہے۔

انصاف سے تجزیہ کیا جائے تو یہ تمام حالات پرویز مشرف کے پیدا کردہ ہیں جس کی حکومت پاکستان کی بدترین حکومت تھی۔ زرداری کی حکومت اسی کی پالیسیاں لے کر چل رہی ہے، گویا یہ اسی بدترین حکومت کا تسلسل ہے۔ زرداری اینڈ کمپنی یہی نہیں کہ غیرت و حمیت سے

کورے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ غیرت وحمیت کے قاتل ہیں۔دورِ حاضر کے ان حکمرانوں کا مطمحِ نظر محض ملک کو لوٹنا ہے۔یہی ان کا مقصدِ حیات معلوم ہوتا ہے۔یہی ان کی فکر ونظر کا محور ہے۔یہ ذھم یلعبون (اور وہ کھیل کود میں رہتے ہیں) کا مصداق بن چکے ہیں۔ایمان کو یہ اپنا دشمن سمجھتے ہیں،اس لئے کہ یہ بدکاری سے روکتا ہے،شراب پینے نہیں دیتا،حلال وحرام کی تمیز سکھاتا ہے۔تو بدتمیزوں کو ایمان کیوں اچھا لگے۔

اے عوامِ پاکستان،یاد رکھیں!آج ہم جن گوناں گوں مسائل اور مصائب وآلام کا شکار ہیں یہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔

جب میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میرا حال دیکھ   حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ (اکبرالٰہ آبادی)

بلکہ خود قرآن کا فیصلہ سنئے:

وَ مَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ یَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ O (الشوریٰ۔۳۰)

ترجمہ:اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو وہ معاف فرما دیتا ہے۔

ہمیں اپنے طرزِ فکر اور طرزِ عمل کا جائزہ لینا چاہئے اور اپنی نالائقیوں کا اعتراف کر کے سچے دل سے بارگاہِ الٰہی میں توبہ واستغفار سے پیش ہونا چاہئے۔ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بغاوت وسرکشی سے ہٹ کر اطاعت ونیازمندی کا راستہ اختیار کر لینا چاہئے۔جو جو قوانین خلافِ کتاب وسنت ہیں انہیں یک قلم موقوف کر دیا جائے اور پاکستان کے اسلامی تشخص کو اجاگر کر کے اس کے آئینی وحکومتی تقاضے پورے کئے جائیں۔تاکہ ہمارا خدا ہم سے راضی ہو کر ہمارے حالات بدل دے۔ورنہ یاد رکھیں:

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے   کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

یاد رکھئے!جب قوم کا اجتماعی ضمیر مردہ،فکر مفلوج،دماغ ماؤف،دل بے حس ہو جائے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے قعرِ مذلت میں گرنے سے بچا نہیں سکتی۔اس کا علاج اللہ کا خوف،اس کے نبی مکرم ﷺ کی اطاعت،کتاب وسنت سے تمسک ہے۔جب اس طرف توجہ ہی نہ دی جائے تو قدرت کو کیا پڑی ہے کہ ایسی قوم کو بھی عزت وآبرو بخشے اور اس کے مسائل حل ہوں۔قرآنِ پاک کا فیصلہ ملاحظہ ہو۔(دل اگر زندہ ہو تو یوں محسوس ہوگا جیسے یہاں ہمارے ہی کردار اور انجام کا فیصلہ سنایا جا رہا ہے)

وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰکِنْ کَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰھُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ O اَفَاَمِنَ اَھْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَھُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّھُمْ نَآئِمُوْنَ O اَوَاَمِنَ اَھْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَھُمْ بَاْسُنَا ضُحًی وَّھُمْ یَلْعَبُوْنَ O اَفَاَمِنُوْا مَکْرَ اللّٰہِ ج فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ O (الاعراف۔۹۶ تا ۹۹)

ترجمہ:اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور ڈرتے تو ضرور ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے۔مگر انھوں نے تو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کے کئے پر گرفتار کیا۔کیا بستیوں والے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو آئے جب وہ سوتے ہوں۔یا کیا بستیوں والے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جب وہ کھیل رہے ہوں۔کیا اللہ کی خفیہ تدبیروں سے بے خبر ہیں تو اللہ کی خفیہ تدبیروں سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔ (کنزالایمان)

ان آیاتِ مقدسہ کو بار بار پڑھئے اور غور کیجئے۔وقت کم ہے۔قدرت شاید ہمیں آخری موقع دے رہی ہے۔توبہ کا،استغفار کا،خود احتسابی کا۔اے ملکِ پاکستان کے باسیو بالخصوص حکمرانو!عزت وغیرت والی زندگی جیو اور غیرت وحمیت والی موت کو پسند کرو۔یہی بہت ہو چکی،اب امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے علیحدگی کا فیصلہ کر ہی ڈالو۔اور یقین کر لو،نہ کہ انشاء اللہ امدادِ ربی ہمیں کہیں رسوا نہیں ہونے دے گی۔خدا ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ (امین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم)

اسلام کا پہلا عقیدہ توحید

(حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کریم ہی جیسا کہ ایاک نعبد سے ظاہر ہے، معبود واحد و یکتا ہے اور جس طرح وہ معبود واحد ہے یونہی حقیقی مددگار بھی وہی ہے جیسا کہ ایاک نستعین سے ظاہر ہے۔ مگر یاد رہے عبادت کی قسمیں نہیں لہٰذا عبادت کسی مفہوم میں بھی کسی غیر اللہ کے لئے جائز نہیں۔ ہاں مددگار دو طرح کے ہیں، ایک حقیقی، اور دوسرا مجازی، لہٰذا حقیقی مددگار تو صرف اللہ پاک ہی ہے مگر اس کے فضل و کرم سے، اس کی توفیق و تقدیر سے، دوسرے بھی کسی نہ کسی حد تک مدد کر سکتے ہیں، بلکہ جب یہ عقیدہ ہو کہ باقی مددگار اللہ کے فضل سے ہی مدد کر سکتے ہیں تو ان کی مدد بھی دراصل اللہ ہی کی مدد ہوتی ہے جیسا کہ ظاہر ہے (اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے اسی آیت کے تحت اس کی تصریح فرمائی ہے) اس کی وضاحت قرآن کریم کی کئی آیات سے ہو جاتی ہے، مثلاً اوپر آپ پڑھ آئے ہیں کہ قیامت میں محبوبان خدا کو 'شفاعت' کی اجازت ہوگی تو ظاہر ہے یہ بھی ایک عظیم مدد ہے۔ اسی طرح اس قرآنی اعلان پر غور فرمائیے

فان اللہ ھو مولیہ و جبریل و صالح المومنین و الملئکۃ بعد ذلک ظھیر ٥ (التحریم۔۴)

ترجمہ: تو اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

دیکھئے جس قرآن پاک میں ایاک نستعین ہے اسی میں یہ آیت بھی ہے، جس میں اللہ نے اپنے ساتھ ساتھ جبریل علیہ السلام، صالح مومنوں اور فرشتوں کے مددگار نبی ﷺ ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

اس قسم کا اعلان، بہت سی دوسری آیتوں میں بھی مذکور ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آیت کریمہ

ایاک نعبد و ایاک نستعین٥

اس سے مراد یہ بھی ہے کہ 'اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں کہ تری عبادت کر سکیں، کیونکہ تیرے فضل کے بغیر ہم تیری عبادت بھی نہیں کر سکتے، بقول شاعر

مری طلب بھی ترے ہی کرم کا صدقہ ہے — یہ ہاتھ اٹھتے نہیں ہیں، اٹھائے جاتے ہیں

اسی مفہوم کو حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے یوں بیان فرمایا ہے

اگر رحمت حق نہ یاری کند — کجا بندہ پرہیز گاری کند

(یعنی اگر رحمت حق مدد نہ فرمائے تو بندہ پرہیز گار نہیں ہو سکتا)

بلکہ حدیث پاک میں یہ 'دعا' جو سکھائی گئی ہے، اسے پیش نظر رکھئے

اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک (ابوداؤد، نسائی، ابن حبان)

ترجمہ: اے اللہ میری مدد فرما کہ تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری اچھی عبادت کروں

اس حدیث پاک میں دیکھئے، تفصیل یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام انسانی لباس میں حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل جمی ہوئی تھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے متعدد سوال عرض کئے۔ جن میں ایک یہ تھا

ما الاحسان یعنی (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) احسان کیا ہے؟ حضور ﷺ کا جواب یہ تھا

ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک (بخاری، مسلم)

ترجمہ: کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے سو اگر ایسا نہ کر سکے تو (یہ عقیدہ پختہ ہو) کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے

اسی کے پیش نظر صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے **ایاک و نعبد و ایاک نستعین** کا ترجمہ یوں کیا ہے

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرا ہی مشاہدہ مانگتے ہیں۔

ہادی حقیقی:

اھدنا الصراط المستقیم **ترجمہ:** ترجمہ: ہمیں سیدھے راستے پر چلا

سے ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقت میں سیدھے راستے پر اللہ ہی چلا سکتا ہے۔ یقیناً حقیقی ہادی وہی ہے، اور اس کا ارادہ نہ ہو تو کسی کو ایمان و عمل صالح کی توفیق نہیں مل سکتی۔ ہاں اسی نے صراط مستقیم دکھانے کے لئے اپنے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو بلکہ ان کے سچے وارثوں علما و صوفیہ علیہم الرحمۃ کو بھی ہادی بنایا۔

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا

انک لتھدی الی صراط مستقیم ○ ترجمہ: اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔ (الشوریٰ۔۵۲)

ایک اور جگہ فرمایا

الرٰ قف کتب انزلنہ الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور ○ باذن ربھم الی صراط العزیز الحمید ○

ترجمہ: ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمھاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیریوں سے اجالوں میں لاؤ ان کے رب کے حکم سے اس کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا

غرض یہ ہے اللہ کے چند اسماء صفاتی (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے) ان کے علاوہ بہت سے نام ایسے ہیں جنھیں اللہ نے اپنے لئے بھی اختیار فرمایا اور مخلوق کو بھی عطا فرمائے۔ مثلاً علیم، کریم، رحیم، ظہیر مگر یہ فرق ہمیشہ پیش نظر رہے کہ اللہ علیم ہے تو ذاتی طور پر اور اس کا پاک بندہ بھی علیم ہے اور عطائی طور پر یعنی اس کے فضل سے یونہی اللہ خود کریم، عظیم، ظہیر، ولی (مددگار) ہے مگر اس کا بندہ بھی کریم، عظیم، ظہیر و ولی ہے مگر اللہ کے فضل سے اللہ سمیع (سننے والا) بصیر (دیکھنے والا) حی (زندہ) ہے مگر ذاتی طور پر اور انسان سمیع، بصیر، حی ہے تو اس کی عطا سے یعنی عطائی طور پر، اگر اس فرق کو پیش نظر نہ رکھا جائے تو معاذ اللہ قرآن پاک میں ہر جگہ تضاد نظر آئے گا جو اللہ کی کتاب میں قطعاً ناممکن ہے خدائے کریم فرماتا ہے

افلا یتدبرون القران ، ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً ○ (النسآء۔۸۲)

ترجمہ: تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے

آپ کو ماننا ہوگا کہ اللہ کو سمیع وبصیر کہا جائے گا تو اس کی ذاتی حیثیت سے اور اگر بندے کو سمیع وبصیر کہا جائے (جیسا کہ قرآن پاک نے فرمایا ہے) تو عطائی اعتبار سے جو قطعاً توحید کے خلاف نہیں، یونہی حضور ﷺ کا دانائے غیوب، حاضر وناظر، معین، مددگار، حاجت روا، مشکل کشا اور مختار کل ہونا بھی شرک نہیں۔

آیئے دو پاک پیغمبروں علیہما السلام کے قرآنی الفاظ پر بھی غور کیجئے۔

حضرت نوح علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالٰی نے خود یہ دعا انھیں سکھائی۔

فا ذا استویت انت و من معک علی الفلک فقل الحمد للہ الذی نجنا من القوم الظلمین ہ وقل رب انزلنی منزلاً مبارکاً و انت خیر المنزلین ہ (المومنین:۲۸،۲۹)

ترجمہ: پھر جب ٹھیک بیٹھے تو اور تیرے ساتھ والے تو کہہ کہ سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں ان ظالموں سے نجات دی اور عرض کرائے میرے رب مجھے برکت والی جگہ اتار اور تو **خیر المنزلین** (سب سے بہتر اتارنے والا) ہے۔

یہاں اللہ کو **خیر المنزلین** کہا گیا ہے،

اب آیئے حضرت یوسف علیہ السلام کے اس فرمان کی طرف جو انھوں نے اپنے بھائیوں سے فرمایا تھا۔

الاترون انی اوف الکیل و انا خیر المنزلین ہ (یوسف۔۵۹)

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا ماپتا ہوں اور میں **خیر المنزلین** (سب سے بہتر مہمان نواز) ہوں۔

یہاں حضرت یوسف علیہ السلام اپنے آپ کو **خیر المنزلین** فرما رہے ہیں۔

ظاہر ہے اللہ کا **خیر المنزلین** ہونا اس کی عظمت کے لائق ہے اور حضرت یوسف کا **خیر المنزلین** ہونا ان کی شان کے مطابق ہے۔

یونہی اللہ کا کسی کو زندہ کرنا اس کی شان کے لائق ہے مگر حضرت عیسٰی علیہ السلام کا زندہ کرنا اللہ کے اذن و فضل سے ہے جو انھیں کے لائق ہے۔

بظاہر ایک جیسی نظر آنے والی صفات کے باوجود بہت فرق ہے کیونکہ اللہ کی صفات اس کی ذات کی طرح ہمیشہ سے ہمیشہ تک یعنی قدیم ہیں اور مخلوق کی صفات اس کی ذات کی طرح ہمیشہ سے نہیں اور نہ ہمیشہ تک ہیں یعنی حادث ہیں بلکہ ان صفات میں فرق یہ بھی ہے کہ خالق کی ہر صفت غیر محدود ہے جبکہ مخلوق کی کوئی صفات بھی غیر محدود نہیں بلکہ اللہ کی صفات کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں مثلاً اللہ علیم ہے تو اس کا علم بھی اس کی ذات کی طرح قدیم ہے، ازلی و ابدی ہے اور غیر محدود ہے۔ بندے کا علم قدیم نہیں بلکہ حادث ہے، اور غیر محدود نہیں بلکہ علم الٰہی کے مقابلے میں بالکل محدود ہے اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

"کسی مخلوق کا معلومات الٰہیہ کو تفصیل تام محیط ہو جانا شرع سے بھی محال ہے۔ اور عقل سے بھی۔ بلکہ اگر تمام اہل عالم اگلے پچھلوں سب کے جملہ علوم جمع کئے جائیں، تو ان کو علوم الٰہیہ سے وہ نسبت نہ ہوگی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں سے ایک حصے کو دس لاکھ سمندروں سے" (خالص الاعتقاد)

یہی حال مخلوق کی دوسری صفات کا ہے۔ مثلاً اللہ زندہ ہے تو ایسا کہ سب کی زندگی اس کے قبضۂ اختیار میں ہے ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور وہ زندگی میں کسی روشنی، ہوا، آب و دانہ کا محتاج نہیں بلکہ یہ سب چیزیں جو مخلوق کی زندگی کا بظاہر سہارا ہیں، اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ ہاں ہاں انسان اسباب کا محتاج ہے مگر اللہ ان اسباب کا (معاذ اللہ) محتاج نہیں بلکہ ان کا پیدا فرمانے والا (مسبب الاسباب) ہے

جس طرح اللہ کی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں، یونہی اس کے اسماء افعال و احکام وغیرہ میں بھی کوئی شریک نہیں۔ اس کے اسما (یعنی نام) اس کی قدیم صفات کی بنا پر غیر محدود اور غیر مستقل معانی کے حامل ہیں، اور مخلوق کے اسماء اس کی محدود و غیر مستقل صفات کے آئینہ دار، یونہی اللہ حاکم حقیقی ہے اور اس کے احکام اس کی اسی قدیم و غیر محدود شان کو ظاہر کرتے ہیں، لہذا دنیا میں بڑے سے بڑا حاکم بھی اس شان کا حامل نہیں بلکہ اس کی جتنی بھی شان ہے یا اختیار و اقتدار ہے، سب اسی ذات واحد کا بخشا ہوا ہے۔ لہذا اس انسان کے احکام کو اللہ کے احکام سے کیا نسبت اور یونہی اس کے افعال کو اس ذات وحدہ لاشریک لہ کے افعال سے کیا علاقہ۔

شرک کا مفہوم: مشہور مقولہ ہے

الا شیاء تعرف با ضد اد ھا ترجمہ: چیزوں کی پہچان ان کے اضداد (یعنی متضاد چیزوں) سے ہوتی ہے۔

لہٰذا توحید کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ہم شرک کو سمجھیں۔ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانے کا مطلب ہے کسی کو اس کی الوہیت میں شریک ٹھہرانا اور الوہیت کا (ایک) معنی ہے واجب الوجود ہونا، جس طرح مجوس لوگ آگ کو واجب الوجود سمجھتے ہیں یا اس کا (دوسرا) معنی ہے عبادت کا مستحق ہونا جیسا کہ بت پرست (اپنے بتوں کو عبادت کا مستحق سمجھتے ہیں)

اس کی مزید تفصیل یوں سمجھئے، ساری توحید ہے

لا الہ الا اللہ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں۔

گویا یہ ماننا کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، توحید ہے اور اللہ کے سوا کسی کو الہ ماننا شرک ہے۔ رہ گیا یہ کہ الہ سے مراد کیا ہے، سو الــٰہ وہ ہے جس میں صفت الوہیت ہو۔ گویا توحید یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی میں الوہیت نہیں اور شرک اس کے برعکس یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے میں بھی الوہیت مانی جائے اور الوہیت کا دارومدار دو چیزوں پر ہے۔

ا۔ واجب الوجود ہونا، اللہ کے سوا کسی کو بھی واجب الوجود سمجھنا شرک ہے۔ واجب الوجود وہ ہے جو خود موجود ہو، ہمیشہ سے ہو ہمیشہ رہنے والا ہو۔ جو شخص اللہ کے سوا اور کسی کو بھی واجب الوجود نہیں مانتا مشرک نہیں۔

۲۔ مستحق عبادت ہونا، یونہی جو اللہ ہی کو عبادت کا مستحق جانتا ہے، موحد ہے، مشرک نہیں۔

مختصر یہ کہ اللہ کے سوا کوئی واجب الوجود نہیں اور جب اللہ ہی واجب الوجود ہے تو وہی قدیم، خالق، مدبر حقیقی اور مالک حقیقی ہے۔ سب اس کے فضل کے محتاج اور اس کی تقدیر کے پابند ہیں، چونکہ سب سے بڑا وہی ہے لہٰذا تعظیم کے سب سے اونچے درجے یعنی عبادت کا وہی مستحق ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو کچھ دیتا ہے تو اسی کے فضل سے دیتا ہے، یعنی اصل دینے والا اللہ ہے، یہ دوسرا محض وسیلہ اور سبب ہے۔ ہاں ہاں اصل حاجت روا اور مشکلکشا اسی کی ذات ہے، اگر کوئی اور کسی کی مشکل کے حل کا سبب بنتا ہے یا کسی حاجت کے پورا ہونے کا ذریعہ بنتا ہے تو اسے مشکلکشا اور حاجت روا کہنا محض واسطے اور وسیلے کی حیثیت سے ہے اور کتاب وسنت کی رو سے یہ جائز ہے اس قسم کے قرآنی اطلاقات، کی کثیر تعداد دیکھنے کے لئے اس سگ بارگاہ حضور نقش لاثانی (آسی) کی کتاب 'توحید اور محبوبان خدا کے کمالات' کا مطالعہ فرمائیے، یہاں صرف ایک روایت ملاحظہ ہو (صرف ابتدائی چند جملے)

من نفس عن مو من کر بۃ من کر ب الد نیا نفس اللہ عنہ کر بۃ من کر ب یو م القیمۃ و من یسر علی معسر یسر اللہ علیہ فی الد نیا و الا خرۃ و من ستر مسلما ستر ہ اللہ فی الد نیا و الا خرۃ و اللہ فی عون العبد ما کا ن العبد فی عو ن اخیہ ...... الخ (مسلم)

ترجمہ: جو شخص کسی مسلمان سے دنیا کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے روز قیامت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور فرمائے گا اور جس نے کسی تنگ دست پر آسانی، کی اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا اور اللہ اپنے بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے

-----☆☆☆-----

کیا درود ابراہیمی کے علاوہ ہر درود ممنوع اور گناہ ہے؟

محقق دوراں جناب حافظ نصر اللہ صاحب آسوی

==

میرے عزیز دوست استاذ العلماء علامہ خاور نقشبندی آسوی صاحب ناظم تعلیم جامعہ نعمانیہ شہاب پورہ سیالکوٹ نے مجھے وہابیوں کے چند رسائل دکھائے جن میں ایک وہابی مولوی رانا شفیق خاں پسروری نے ایک مضمون تحریر کیا تھا ,,شرعی اذان اور مروجہ صلوۃ وسلام،، جسے پڑھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا صاحب مضمون قلیل العلم والادب وشر پسند ہے۔ بلکہ اصول اسلام واصول فقہ سے ہی ناواقف ہے۔ وہ اس محاورہ کا مصداق ہے نیم حکیم خطرہ جان ونیم ملا خطرہ ایمان۔ اس لئے کہ دین کی فقہ وسمجھ صرف ایمان والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ گستاخ رسول اگر قرآن بھی پڑھے تو وہ حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ یقْرَؤُوْنَ الْقُرآنَ لایُجاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ، بخاری حدیث نمبر ۳۶۱۰ کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿مَنْ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ﴾ اللہ تعالی جس کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ (بخاری 69-71 مشکوۃ 200 کتاب العلم)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿خَصْلَتَانِ لا تَجْتَمِعَانِ فِی مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلا فِقْهٌ فِی الدِّیْنِ﴾

دو خصلتیں منافق میں جمع نہیں ہوتیں۔ اچھے اخلاق اور دینی فقہ۔ ترمذی حدیث 2608-2684 مشکوۃ 219 کتاب العلم

مطلب یہ ہے کہ نفاق کے ساتھ نہ دینی اخلاق جمع ہوں نہ دینی علم منافق اسلامی اخلاق سے بھی محروم اور دین سے بھی کیونکہ یہ نور ہیں ظلمت کے ساتھ جمع کیسے ہو جائیں دل کے گندے قرآن کو چھو بھی نہیں سکتے ان کا حال یہ ہے کتابیں پڑھیں دینداری نہ آئی بخار آ گیا پر بخاری نہ آئی

امام شافعی کے استاذ امام وکیع فرماتے ہیں ﴿إِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِنْ اِلٰہٍ وَ نُوْرُ اللهِ لا یُعْطٰی لِعَاصِی﴾ علم اللہ کا نور ہے وہ نافرمان کو نہیں دیا جاتا۔ علم واخلاق بقدر تقوی ملتے ہیں گندے گھر میں بادشاہ نہیں آتا اور گندے دل میں حضور کے اخلاق اور حضور ﷺ کا علم نہیں آتا۔ (مراۃ 1-197)

مذکورہ وہابی نے اہل سنت پر بہت سے الزامات لگائے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں میں اس کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ان الزامات کو ہماری کتابوں سے ثابت کرے اور منہ مانگا انعام حاصل کرے ورنہ اس دن ان الزامات کی جواب دہی کے لئے تیار رہے جس دن مال اور بیٹے نفع نہ دیں گے۔ اور جھوٹے الزامات کے بدلے میں نیکیاں دینی پڑیں گی، اور پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ جیسا کہ مسلم کی اس حدیث میں ہے ﴿اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ ......﴾ (حدیث رقم 4678-2581 مشکوۃ کتاب الاداب باب الظلم حدیث 5127) بلکہ ابوداود کی حدیث میں ہے کہ ﴿مَنْ قَالَ فِی مُؤْمِنٍ مَا لَیْسَ فِیْهِ اَسْکَنَهُ اللهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ﴾ جس نے کسی مسلمان میں ایسی چیز بیان کی جو اس میں نہ ہو تو اسے کچ لہو میں رکھا جائے گا یہاں تک کہ اپنے کہے سے نکل جائے۔ ابوداود حدیث 3123-3597 مشکوۃ حدیث 3611 کتاب الحدود باب الشفاعۃ فی الحدود

(رَدْغَةَ الْخَبَال) یعنی کچا پیپ جسے اردو میں کچ لہو کہتے ہیں اس سے مراد دوزخ کا وہ مقام ہے جہاں دوزخیوں کا پیپ اور خون جمع ہوتا ہے دنیا میں یہ جتنے روز مسلمان بھائی کو عیب لگاتا رہا یعنی مشرک وبدعتی کہتا رہا اتنے روز اسے جہنم کے اس طبقہ میں رکھا جائے گا کہ وہاں رہے گا اور یہ کچ لہو پیئے گا اللہ کی پناہ (مراۃ 5-330)

اب اس کی مرضی ہے چاہے دوزخ کے گنڑ کی خوراک پسند کرے یا باطل کو چھوڑ کر حق قبول کر کے جنت میں شراب طہورا کے جام نوش کرے۔ جیسا کہ مولانا عمر فاروق توحیدی وغیرہ نے حق قبول کرلیا ہے۔ اللہ تعالی ہدایت کی توفیق دے۔

بد بخت رانا پسروری لکھتا ہے کہ

’’بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے تعلیم کئے ہوئے درود کو چھوڑ کر جاہل ملاؤں کے درود کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں وہ درود کے فضائل اور خوبیوں سے محروم ہو گئے ہیں کہ انہوں نے آپ پر دوسروں کو فوقیت دے دی، درود بھی اللہ تعالی کی ایک عبادت ہے اور عبادت صرف آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہونی چاہئے ورنہ نیکی برباد اور گناہ لازم ہوگا‘‘ ہفت روزہ ,اہل حدیث،، لاہور 13 ذیقعدہ 1431ھ ص ۷)

دوسری جگہ لکھا: آپ ﷺ کی محبت کا تقاضا ہے کہ آپ کے سکھائے اور بتائے ہوئے درود کے علاوہ کچھ نہ پڑھا جائے لیکن آپ کی تعلیم کئے ہوئے درود کو چھوڑ کر توہین مصطفیٰ اور شرکیہ عبارت پر مشتمل درود پڑھنا آپ ﷺ سے محبت نہیں بلکہ عداوت ہے کہ درود آپ کی سنت ہے اور جو آپ کی سنت سے الگ ہو وہ محبت کرنے والا نہیں بلکہ نافرمان اور منکر ہے، اس کا آپ ﷺ سے کوئی تعلق نہیں۔ غلط درود کو بلند بانگ پکارنا اس کے لئے جنگ وجدل کرنا یہ سب اللہ، رسول اللہ، اسلام کی توہین، کفر اور ایک سازش ہے (,,اہل حدیث،، لاہور 26 ذوالحجہ 1431ھ ص ۷) جو آپ ﷺ کے مقابل اپنی طرف سے شرکیہ اور غلط الفاظ وکلمات پرمبنی درود آپ ﷺ کے طریقے اور حکم کے خلاف ادا کرتے ہیں وہی درود کے منکر اور گستاخ ہیں۔ (ص ۹) اور ایک جگہ لکھا ,درود حقیقی درود ابراہیمی ہے،،۔ (,,اہل حدیث،، لاہور ۱۵ اکتوبر 2010ء ص 6)

ان تمام عبارات میں یہ دلائل والی کوئی چیز نہیں حسب عادت ننگی گالیاں دی گئی ہیں کہ ’’درود حقیقی درود ابراہیمی ہے‘‘ اس کے علاوہ کوئی اور درود پڑھنے والا ’جاہل ملاں ہے‘ ان کی نیکیاں برباد اور گناہ لازم ہے، توہین مصطفیٰ اور شرک ہے، نبی سے عداوت رکھنے والا ہے بلکہ نافرمان اور منکر ہے اس کا آپ ﷺ سے کوئی تعلق نہیں، یہ اللہ، رسول اللہ، اسلام کی توہین، کفر اور سازش ہے، یہ درود کے منکر اور گستاخ ہیں۔ وغیرہ وغیرہ (نعوذ باللہ)

جـــــــــــواب

ان ساری باتوں کا جواب یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں تو گالیاں نکالنے سے کام نہیں چلے گا اگر ان کے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کریں قرآن کی کوئی آیت پیش کریں یا ذخیرہ احادیث میں سے صرف ایک ایسی حدیث پیش کی جائے جس میں یہ ہو کہ درود صرف ابراہیمی ہے اس کے علاوہ سب درود شرک وبدعت ہیں ان کو پڑھنا گناہ اور حرام ہے ہم چھوڑ دیں گے ہم تو ماننے والے ہیں منکر نہیں ہیں لیکن ایسی دلیل وہ قیامت تک پیش نہیں کر سکتے انشاء اللہ عزوجل۔ ہاں نماز میں صرف درود ابراہیمی ہی پڑھا جائے گا ہم نے کبھی نہیں کہا کہ اس درود کے بدلے کوئی اور درود پڑھو۔ نماز میں سلام بھی وہی ہے درود بھی وہی ہے۔ نماز کے علاوہ جو بھی درود پڑھو یا سلام پڑھو وہ چاہے منقول ہوں یا غیر منقول سب جائز ہیں یہ نماز کے باہر صرف درود کا نام لیتے ہیں سلام کا ذکر نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالی نے صلاۃ وسلام دونوں کا ذکر کیا ہے۔ اس بد بخت نے اپنی پوری پانچ چھ اقساط میں سلام کا ذکر ہی نہیں کیا۔ صرف درود پڑھنے سے اللہ کے اس حکم پر کیسے عمل ہوگا ﴿يَـآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ تو معلوم ہوا کہ یہ سلام کا منکر ہے نماز کے باہر درود ابراہیمی پڑھنے سے ﴿صَلُّوْا عَلَيْهِ﴾ پر عمل ہو گیا ساتھ ﴿السلام عليك ايها النبى﴾ بھی پڑھو تا کہ ﴿وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ پر بھی عمل ہو لیکن ,,یا نبی،، کہتے ہی ان کی موت واقع ہو جاتی ہے اس لئے سلام کو چھوڑ جاتے ہیں یہ کیسا اسلام ہے کہ آیت کے ایک حکم پر عمل اور دوسرے کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اگر نماز کے باہر درود وہی ہے جو نماز والا ہے تو سلام بھی وہی ہے دونوں پڑھو ہمیں کیا اعتراض ہے جب سلام پڑھنے کی بات آئے تو کہتے ہیں نہیں اسے صرف نماز کے اندر پڑھ سکتے ہیں نماز کے باہر نہیں، کہاں لکھا ہے کسی

حدیث کا حوالہ تو پیش کرو کہ اس سلام کو نماز کے باہر پڑھنا ممنوع ہے۔ اور صرف درود ابراہیمی پڑھنا جائز ہے۔ قیامت تک حوالہ نہیں دکھا سکتے۔ بس خانہ ساز اپنی جیب سے قیدیں لگاتے ہیں شریعت ان کے اقوال کا نام نہیں، شریعت اللہ کے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان کا نام ہے۔

﴿ صَلُّوا عَلَیْهِ ﴾ میں صلوۃ مطلق ہے، کوئی درود شریف پڑھ لیا جائے ثواب پائے گا، اللہ تعالیٰ نے اسے کسی ایک صیغہ یا عبارت سے مقید نہیں کیا۔ جب خالق کائنات نے ﴿ صَلُّوا عَلَیْهِ ﴾ کو صلاۃ ابراہیمی سے مقید نہیں کیا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہے تو کسی کو اختیار ہی نہیں کہ وہ قرآن مجید کے مطلق حکم کو مقید کر سکے جو شخص یہ کہے کہ صرف درود ابراہیمی پڑھو یا چند عبارات کے ساتھ اس حکم کو مقید کرنے کی کوشش کرے اس نے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا اور اس کی تقیید باطل ہے اور ,,شرعا،، اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ﴿ مابَالُ رِجَالٍ یَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَیْسَتْ فِی کِتَابِ اللّٰهِ ما کَانَ مِنْ شَرْطٍ لَیْسَتْ فِی کِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ کَانَ مِائَةَ شَرْطٍ ﴾ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرائط لگاتے ہیں جو کہ کتاب اللہ میں نہیں ہیں جو شرط کتاب اللہ میں موجود نہیں ہے وہ باطل ہے اگر چہ وہ سو شرائط بھی ہوں۔ (بخاری حدیث 2527 کتاب الشروط باب الشروط فی الولاء)

کتنے واضح انداز میں رسول اللہ ﷺ نے بدنہاد لوگوں کا رد فرمایا ہے جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے شرائط کا اضافہ کرتے ہیں آپ ﷺ نے ایسی شرائط کو باطل قرار دیا خواہ کوئی ایسی سو شرائط بھی لگائے وہ تمام باطل ہیں۔ حکم شرعی پر ان سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

رانا شفیق نے یہ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے کہ درود شریف صرف درود ابراہیمی ہے ان کے علاوہ جو درود ہیں وہ درود ہی نہیں اور نہ ان کے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اس کی ساری کوشش کتاب اللہ کے ایک مطلق کو مقید کرنے کے بارے میں ہے اور کتاب اللہ کے حکم کے ساتھ اپنی طرف سے شرط لگانے پر ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی مذمت فرماتے ہوئے سید عالم ﷺ نے فرمایا: ﴿ مابَالُ رِجَالٍ ﴾ ان لوگوں کا کیا حال ہے؟ ان کے پاس کونسی اتھارٹی ہے؟ یہ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں جب خالق کائنات جل جلالہ ایک جگہ شرط کا ذکر نہیں فرماتا یہ کون ہوتے ہیں اس جگہ اپنی طرف سے پچر لگانے والے۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ سے اسلامی احکام کے اسرار کو زیادہ جاننے والے ہیں؟ معاذ اللہ کہ اللہ تعالیٰ سے تو یہ بات رہ گئی ہے ہم اپنی طرف سے اضافہ کر دیں۔ ع براین عقل و دانش بباید گریست

اللہ تعالیٰ کی منشا تو یہ ہے کہ صلوۃ مطلق رہے محبوب کریم ﷺ کا امتی اپنی محبت والفت کی تازگی اور ایقان وایمان کی درخشندگی کے لئے مقدس ومطہر الفاظ کے جس اسلوب میں بھی اپنے عظیم محبوب کے لئے دعا کرنا چاہے اس پر کوئی پابندی نہیں۔ رانا شفیق صاحب بالکل جاہل ہیں اسلئے کہ انہیں اپنے گھر کی بھی خبر نہیں چلو ہماری نہیں تو اپنے اکابر کی کتابیں پڑھ لیتے تو ان کا قلم اتنا بے لگام نہ ہوتا اب انہوں نے جتنی گالیاں ہمیں نکالیں ہیں وہ سب ان کے اکابر کی طرف لوٹ گئی ہیں بلکہ سب سے پہلے خود اس کی طرف لوٹی ہیں اب ہم اسے آئینہ دکھا رہے ہیں۔

رانا شفیق اپنی عبارات کے آئینے میں

لکھتا ہے: درود حقیقی درود ابراہیمی ہے،، اس کے علاوہ کوئی اور درود پڑھنے والا ,جاہل ملاں ہے، ان کی نیکیاں برباد اور گناہ لازم ہے، توہین مصطفیٰ اور شرک ہے، نبی سے عداوت رکھنے والا ہے بلکہ نافرمان اور منکر ہے اس کا آپ ﷺ سے کوئی تعلق نہیں، یہ اللہ، رسول اللہ، اسلام کی توہین، کفر اور سازش ہے، یہ درود کے منکر اور گستاخ ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آئینہ میں اپنا ہی منہ نظر آتا ہے عربی کا محاورہ ہے ﴿ کُلُّ إِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ ﴾ ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ اس کے اپنے اندر چونکہ گند بھرا ہوا ہے اسے ہر طرف گند ہی نظر آ رہا ہے۔ اس نے اپنی پانچ چھ اقساط میں اس بات پر زور دیا ہے کہ درود ابراہیمی کے علاوہ اور درود کوئی نہیں ہے جو اس کے علاوہ درود پڑھے وہ گستاخ ہے، نافرمان ہے حیرت

ہے کہ اس نے اپنے مضمون میں جب بھی نبی کریم کا نام مبارک لکھا ہے تو اس کے ساتھ درود ابراہیمی نہیں لکھا بلکہ ﷺ لکھا ہے۔ یہ درود بھی درود ابراہیمی کے علاوہ ہے۔ اس نے یہ درود لکھ کر خود اپنی بات کی نفی کردی ہے لہذا اس کی تمام گالیاں بھی خود اس کی طرف لوٹ آئی ہیں وہ خود ہی گستاخ بھی ہے، نافرمان بھی ہے نبی کریم ﷺ کی توہین کرنے والا آپ سے عداوت رکھنے والا ہے اور اس کی تمام نیکیاں بھی برباد ہیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں　　　لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اور اس کی جماعت کے علماء نے بھی اپنی کتابوں میں ہر جگہ درود ابراہیمی نہیں لکھا۔ ان کی بھی نیکیاں برباد۔ اور وہ بھی گستاخ رسول اور منکر درود ہیں

بچو گے تم اور نہ ساتھی تمہارے　　　اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

اگر ہمت ہے تو اس درود، صلی اللہ علیہ وسلم، کو حدیث سے ثابت کرو ورنہ اپنا منہ اور اپنی چہرہ، اپنا سر اور اپنے جوتے کھانے کے لئے تیار ہو جاؤ

﴿وہابی اکابر کے خودساختہ درودوں کی لسٹ﴾

امام الوہابیہ ابن تیمیہ کا خودساختہ درود

﴿ صلی الله علی محمد و آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا﴾ (العقیدۃ الوسطیہ ص 167 طبع لاہور)

امام الوہابیہ ابن قیم کا خودساختہ درود

﴿ صلى الله على سيدنا محمد خاتم النبيين وآله وصحبه اجمعين وسلم تسليما كثيرا إلى يوم الدين ﴾

(ہدایۃ الحیاری ص 193 طبع بیروت)

امام الوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی کا خودساختہ درود

﴿ و صلى الله وسلم على سيدنا محمد و على آله وصحبه اجمعين ﴾ (کتاب التوحید عربی ص 108 طبع الریاض)

اس کے علاوہ پوری کتاب میں، صلی اللہ علیہ وسلم، لکھا ہوا ہے۔ جس کا حدیث میں ثبوت نہیں۔

امام الوہابیہ قاضی شوکانی کا خودساختہ درود

﴿ والصلاة و السلام على المنتقى من عالم الكون والفساد ﴾ (نیل الاوطار عربی ج1 ص11 طبع لاہور)

امام الوہابیہ قاضی سلیمان منصور پوری کا خودساختہ درود

﴿ فصلى الله عليه وبارك و سلم و على آله وازواجه وخلفاء واصحابه صلوة دائما سرمدا ﴾ (رسالہ عشرہ ص ۳ طبع سانگلہ ہل)

نواب الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالی کا خودساختہ درود

﴿ والصلاة و السلام على رسوله وخاتم الانبيائه محمدن الذى اصطفاء على سائر العرب و العجم وعلى آله واصحابه ﴾ (الشامۃ العنبریہ ص ۲ طبع بھوپال)

سردار وہابیہ وحیدالزماں حیدرآبادی کا خودساختہ درود

﴿ وا صلى و اسلم على سيد المخلوقات سيدنا محمد ذى الفيوض والبركات ﴾ (ہدیۃ المہدی ص ۲)

حکیم صادق سیالکوٹی وہابی کا خودساختہ درود

پس جو شخص چاہے کہ اللہ اس پر درود و سلام بھیجے وہ حضرت محمد ﷺ پر اس طرح درود و سلام بھیجے۔

﴿صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم﴾

(جمال مصطفیٰ ص205) بتایا جائے کہ اس درود کا ذکر کس حدیث میں ہے۔؟

کتاب ,,سبیل الرسول،، کے ٹائٹل پر صلی اللہ علیہ وسلم ,لکھا ہوا ہے اور اس کے اندر بھی ,,صلی اللہ علیہ وسلم،، لکھا ہے اور کئی مقامات پر ,,صلی اللہ علیہ وسلم،، بھی بلکہ صرف ؐ لکھا ہوا ہے۔ دیکھو صفحات (-235-234-233-232-231-230-229 247-244-241-240-236 -250-251-252-261-270)

کتاب ,,بیاض الاربعین،، کے ٹائٹل پر اور اس کے اندر بھی صلی اللہ علیہ وسلم ,لکھا ہوا ہے۔ حکیم صاحب کی علم حدیث میں جہالت و خیانت ۔ اس کتاب کے صفحہ ۴۰ پر اتالیسویں حدیث لکھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کے وقت حصولِ علم میں ایک ساعت مصروف رہنا، تمام رات کی عبادت سے بہتر ہے۔ (دارمی)

موقوف حدیث کو مرفوع لکھ دیا یہ حضرت ابن عباس کا قول تھا جسے رسول اللہ ﷺ سے منسوب کر دیا یہ حدیث دارمی میں دو مرتبہ آئی ہے اور (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم الفصل الثالث) میں بھی ہے جس کا دل چاہے حکیم صاحب کی جہالت اور خیانت کا تماشہ دیکھے۔

کتاب ,,صلاۃ الرسول،، کے ٹائٹل پر دو مرتبہ صلی اللہ علیہ وسلم ,لکھا ہوا ہے اور اس کے صفحہ (۴) اور (۵) پر ,,درود ابراہیمی،، کی بجائے صرف ص لکھ کر بدعت کا ارتکاب کیا گیا ہے اور ص (۳۱) پر ابن عباس کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنے کی بجائے صرف رض لکھ کر بدعت کا ارتکاب کیا اور ص (۱۵) پر اپنے نام کے ساتھ بھی دو مرتبہ ص لکھا جس سے مراد صلی اللہ علیہ وسلم ,اور ص (۱۶) اور (۱۷) پر آٹھ مرتبہ اپنے مولویوں کے ناموں کے ساتھ ص لکھ کر بدترین بدعت کا ارتکاب کیا ہے۔ وہابیوں کے نزدیک بدعت حسنہ کا کوئی تصور نہیں۔ رانا پسروری لکھتا ہے: ہر ذی شعور سمجھتا ہے کہ وہی تو بدعت بنتا ہے جو ظاہراً بھلا لگے، اگر بظاہر ہی برا ہو تو دین کے نام پر اسے کون قبول کرے گا؟ باقی رہی بدعت حسنہ کی اصطلاح تو معلوم نہیں بدعت بھی ہوا اور حسنہ بھی، یہ کیا ہے؟ شراب اور مطہر بھی! مشرک بھی اور اچھا بھی! رات بھی اور سفید بھی!

دو متضاد باتوں کو ایک کے حکم میں رکھنا ایں چہ بوالعجبی است؟ محترم ہر اصطلاحی بدعت گمراہی ہے۔ اب حضور ﷺ کے نام پر ,صلی اللہ علیہ وسلم ,لکھنا یا صرف ص لکھنا صحیح حدیث سے اس کا ثبوت پیش کیا جائے ورنہ بدعت ہوگا اور بدعت کے متعلق فتویٰ حکیم صادق بدعتی کی کتاب سے پیش کیا جاتا ہے۔ اپنا منہ اور اپنی چہرہ، اپنا سر اور اپنے جوتے کھانے کے لئے تیار ہو جاؤ تا کہ کسی سے اپنی درد کی شکایت پیش نہ کی جا سکے۔

حکیم صاحب لکھتے ہیں: اور تمام کاموں میں بدترین کام وہ ہیں جو خدا کے دین میں اپنی طرف سے نکالے جائیں یاد رکھو دین میں جو نیا کام نکالا جائے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ (صلاۃ الرسول ص ۳۰) اب وہابی اپنے فتویٰ سے بدعتی اور دوزخی ہو گئے۔ وہابی بتائیں کس صحابی نے نبی کریم ﷺ کے نام کے ساتھ ص یا اپنے نام کے ساتھ ص لکھا ہے کیا وہابی اپنے مولویوں کو نبی سمجھتے ہیں؟

نہ تھی حالات کی جب ہمیں اپنے خبر　　رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی جب اپنی بُرائیوں پر نظر　　تو جہاں میں کوئی بھی بُرا نہ رہا

صادق سیالکوٹی کی کتاب ,,سبیل الرسول،، کے پہلے صفحہ پر ,,صلی اللہ علیہ وسلم،، اور ,,بیاض الاربعین،، کے پہلے صفحہ پر ,,صلی اللہ علیہ وسلم،، لکھا ہوا ہے اس کا بھی حدیث سے ثبوت پیش کریں یا لوگوں کو بدعتی کہنا اور دوسرے غیر منقولہ درودوں کو نا جائز اور حرام کہنا چھوڑ دیں۔

عبدالغفور اثری وہابی کا حکیم صادق سیالکوٹی پر فتویٰ

اثری صاحب لکھتے ہیں: آج کل اکثر نبی آخرالزماں ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ درود وسلام (ﷺ) کی بجائے حرف "صلعم" وغیرہ لکھنے کا رواج عام ہوگیا ہے اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے اسمائے گرامی کے ساتھ (") وغیرہ لکھتے ہیں جو کہ سخت ناجائز اور بدعت ہے اس بدعت کا شکار نہ صرف عوام الناس ہیں بلکہ کئی اہل علم بھی اس مسئلہ کو جانتے پہچانتے ہوئے بھی اس غلطی عظیم کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے محروم ہی نہیں بلکہ بہت بڑی وعیدوں کے مستحق بنتے ہیں۔ (احسن الکلام عبدالغفور اثری ص134)

درود وسلام کی جگہ مہمل بے معنی لفظ "صلعم" وغیرہ لکھنا ایسے بے نصیب سے سرزد ہوتا ہے جسے عظمت مصطفیٰ ﷺ سے واسطہ نہیں ہے کیونکہ درود وسلام (ﷺ) میں اختصار اور تخفیف تحقیر شان ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی شان کو ہلکا کرنا کفر ہے اور اگر معاذ اللہ قصداً استخفاف شان ہو تو قطعاً کفر ہے اور اگر بے علمی یا کاہلی وسستی کی وجہ سے ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت سے محرومی اور بہت بڑی بے نصیبی ہے۔ (احسن الکلام عبد الغفور اثری ص135)

یہود بے بہبود کو مطرود ومردود قرار دیے جانے کی جہاں کئی وجوہات ہیں وہاں ایک وجہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے ﴿پھر ظالموں نے بات بدل دی جو بتلائی گئی تھی وہ نہ کہی کچھ اور بکنے لگے (یعنی حِطَّةٌ بخشش مانگنے کی بجائے حِـنـطَةٌ گندم مانگنے لگے) آخر ہم نے ان شریروں پر آسمان سے (طاعون) کا عذاب اتارا انکی نافرمانی پر۔) (سورہ بقرہ:59) بس یہی کچھ حال درود وسلام ﷺ کی بجائے مہمل لفظ صلعم لکھنے والوں کا ہے حکم ملا تھا ذکر رسول ﷺ پر درود وسلام پڑھنے اور لکھنے کا...... نادانوں نے اسے بدل کر صلعم وغیرہ بنالیا جس کا نہ کچھ معنی ہے اور نہ ہی ثواب۔ (احسن الکلام عبدالغفور اثری ص136)

حدیث نبوی کا مطلب یہ ہوا کہ جس شخص نے کوئی ایسا عقیدہ بنالیا یا عمل کیا جس کے کرنے کا نہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہو اور نہ وہ آپ ﷺ کے فعل سے ثابت ہو تو وہ کام مردود ہے اور اسے مسترد کر دیا جائے گا اور اس کا قائل وفاعل بدعتی ٹھہرے گا۔ اس لحاظ سے ذکر رسول ﷺ کے وقت درود وسلام ﷺ کی بجائے لفظ صلعم وغیرہ بولنا اور لکھنا بدعت ٹھہرا جس سے اجتناب نہایت ضروری امر ہے۔

سنی خوش نصیب کو باغ وبہار ہے بدعتی بدبخت کو جہنم کی مار ہے۔

(احسن الکلام عبدالغفور اثری ص138-137)

ضروری انتباہ: امتیوں میں سے اگر کسی شخص کا نام محمد یا احمد ہے تو ان ناموں پر درود وسلام ﷺ وغیرہ نہ پڑھنا اور نہ لکھنا چاہیے کیونکہ ان ناموں سے مراد رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ نہیں بلکہ دوسرے اشخاص مراد ہیں اور درود وسلام نبی کریم ﷺ کا حق ہے نہ کہ دوسرے اشخاص کا جنہوں نے نبیوں کے نام پر اپنے نام رکھ لئے ہیں۔ (احسن الکلام عبدالغفور اثری ص138-137)

لو مبارک ہو تمہارا امام صادق سیالکوٹی تمہارے اپنے مولوی عبدالغفور سیالکوٹی کے فتوی سے بدعتی، بے نصیب، عظمت مصطفیٰ ﷺ سے لاتعلق ہوا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صادق سیالکوٹی بالکل جاہل تھا جسے اتنا بھی معلوم نہیں تھا کہ کسی عام آدمی کے نام کے ساتھ درود نہیں لکھا جاتا۔ یہ انبیاء کرام کا حق ہے۔

عبدالغفور سیالکوٹی اثری وہابی کا خود ساختہ درود اور بدعتی ہونے کا ثبوت

﴿وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وعلى آله وأصحابه و جميع متبعيه الى يوم الدين ـ﴾ (احسن الکلام عبدالغفور

اثری ص6) اس درود کا حدیث پاک سے ثبوت پیش کیا جائے ورنہ وہ تمام فتوے جو حکیم صادق پر لگائے گئے ہیں خود ان پر بھی چسپاں ہو جائیں گے۔ اثری صاحب لکھتے ہیں نبی رحمت امام الانبیاء ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ درود و سلام (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھنا اور لکھنا ایک عمدہ ترین عبادت ہے۔ یعنی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو درود و سلام اور عبادت تسلیم کر لیا ہے اب اس درود کا بھی ثبوت پیش کیا جائے اگر یہ غیر منقول درود جائز اور عبادت ہے تو ﴿الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ﴾ سے پیٹ میں درد کیوں اٹھتا ہے اگر یہ خود ساختہ درود پڑھ کر تم بدعتی نہیں تو ہم کس اصول سے بدعتی ٹھہرے۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے عدو کے سینہ میں غار ہے کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

احسان الٰہی ظہیر وہابی کا خود ساختہ درود

﴿الصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعده و علی آله وصحبه﴾ (مرزائیت اور اسلام ص ۱۲)

اسماعیل سلفی وہابی کا خود ساختہ درود

﴿الصلاۃ والسلام علی سید الخلق محمد خاتم النبیین و علی أصحابه و آله﴾ (حجیت حدیث ص۱۵ طبع لاہور)

عبدالسلام بستوی وہابی کا خود ساختہ درود

﴿الصلاۃ والسلام علی جمیع الانبیاء وسید المرسلین﴾ (تعلیم ج1 ص830)

محمد عطاء اللہ حنیف وہابی کا خود ساختہ درود

﴿ وصلی الله علی سیدنا محمد وعلی آله واصحابه وسلم تسلیما کثیرا﴾

(پیارے رسول کی پیاری دعائیں ص۵) المکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

سعودی علماء کے خود ساختہ درود

پورے سعودی عرب اور مکہ اور مدینہ کے امام ہر جمعہ کے خطبہ میں ایک نیا درود بناتے ہیں جس کا جی چاہے ان کا خطبہ سن کر دیکھ لے ان کے خطبات جمعہ کی کتابیں بھی سعودیہ میں عام ملتی ہیں ہر خطبہ کے شروع میں نیا درود ملے گا جس کا حدیث سے ثبوت نہیں ہے تو یہ اپنے شیوخ پر فتوی کیوں نہیں لگاتے۔ بلکہ ان کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھ لو خود ساختہ درود ملے گا یہ میرے سامنے ابو بکر جزائری کی کتاب (نداء الرحمن لاہل ایمان) ہے۔ اس کے مقدمہ میں یہ درود لکھا ہوا ہے ﴿والصلاۃ والسلام علی رسوله الرؤوف بالمؤمنین الرحیم وعلی آله الطاهرین وصحابته اجمعین والتابعین لهم باحسان إلی یوم الدین﴾ کیا کوئی وہابی نجدی اس کا حدیث سے ثبوت پیش کر سکتا ہے اگر ثبوت پیش نہ کر سکے تو اسے ,,الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ،، کو بدعت اور خانہ ساز درود یا سپیکری درود کہنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن العریفی نجدی کا خود ساختہ درود

﴿ والصلاۃ و السلام علی من لا نبی بعده ﴾ (استمتع بحیاتک ص ۵)

عبدالرشید بن عبدالرحمٰن نجدی کا خود ساختہ درود

﴿ وصلی الله و سلم علی نبینا محمد وعلی آله وصحبه و اتباعه الی یوم الدین ﴾

(حرام کیا ہے ص ۱۳) اسلامک سینٹر، شقراء، الریاض سعودی عرب)

عبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر نجدی کا خودساختہ درود

﴿ صلی اللہ و سلم علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ﴾ خطب ومواعظ عربی ص ۵)

ڈاکٹر محمد بن سعد الشویعر نجدی کا خودساختہ درود

﴿ والصلاۃ والسلام علی أشرف المرسلین سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین ﴾ (تاریخ وہابیت مترجم مطبوعہ دار السلام ص ۱۵)

مفتی عام المملکۃ العربیہ السعودیہ عبدالعزیز بن باز نجدی کا خودساختہ درود

﴿ والصلاۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ﴾

(التحقیق والایضاح من مسائل الحج والعمرۃ عربی ص ۵) طبع ونشر وزارۃ الاوقاف سعودی عرب)

﴿ والصلاۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ وصحبہ ﴾ (العقیدۃ الصحیحہ عربی از ابن باز ص ۲)

عبدالعزیز بن عبداللہ الجہنی نجدی کا خودساختہ درود

﴿ والصلاۃ و السلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ﴾

التوسل عربی ص ۳) طبع ونشر وزارۃ الاوقاف سعودی عرب)

دیوبندیوں کے خودساختہ درود

اشرف علی تھانوی کا خودساختہ درود

﴿ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین ﴾ (التکشف ص ۴۵۵)

رشید احمد گنگوہی کا خودساختہ درود

﴿ و صلی اللہ تعالی علی سید الانبیاء والمرسلین و علی آلہ وصحبہ اجمعین ﴾ (تالیفات رشیدیہ ص ۳۸۱ طبع لاہور)

قاسم نانوتوی کا خودساختہ درود

﴿ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین ﴾ (تحذیر الناس ص 102 طبع گوجرانوالہ)

کیا یہ سب درود ابراہیمی ہیں کیا ان کا حکم قرآن مجید سے ثابت ہے کیا یہ خود حضور سید عالم ﷺ نے سکھائے ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو تم نے ان کے خلاف مہم کیوں نہ چلائی؟ ان کا بدعتی ہونا کتب و رسائل میں شائع کیوں نہ کیا؟ کیا کفر وشرک کے فتوے صرف اور صرف اہل سنت و جماعت پر لگانے کے لئے ہیں؟

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا درود شریف

امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم کے خطبہ میں یہ درود لکھا ہے

﴿ وصلی اللہ علی محمد خاتم النبیین وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین ﴾

کیا یہ درود ابراہیمی ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تھا کہ مجھ پر یہ درود شریف پڑھو؟ کیا اہل بیت اطہار وازواج مطہرات اور صحابہ کرام، خلفاء راشدین یہی درود شریف پڑھتے تھے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر تمہارے فتوی کی زد میں امام مسلم بھی آگئے۔ ظلم کی انتہاء ہوگئی کہ تمہاری

فکری آوارہ گردی نے امام مسلم کو بھی بدعتی بنادیا کیا صحیح مسلم جو ذخیرہ سنت ہے اس کا آغاز بدعت سے کیا گیا ہے؟ کیا امام مسلم جو درود ابراہیمی روایت کرنے والے ہیں اور ذخیرہ احادیث میں موجود درودوں سے واقف ہیں۔ انہوں نے اپنی طرف سے ایک عبارت بنا کر اسے درود شریف قرار دیا ہے یا نہیں؟ اس خودساختہ درود والی صحیح مسلم پر پابندی لگوانے کا مطالبہ تم نے کیوں نہیں کیا؟ آپ کو تو اس بات پر اپنے خودساختہ افکار کی لو میں جل جانا چاہئے تھا کہ اس خودساختہ درود شریف کو ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں طبع کر کے پوری امت پر کیوں مسلط کیا جا رہا ہے؟ کہ جو بھی صحیح مسلم شروع کرے گا۔ یہ خودساختہ درود شریف ضرور پڑھے گا۔

صحاح ستہ میں ہر حدیث کے ساتھ ,,صلی اللہ علیہ وسلم،، لکھا ہوا ہے اگر درود ابراہیمی کے علاوہ تمام درود نا جائز و بدعت ہیں تو کیا یہ تمام محدثین بشمول امام مسلم بدعتی تھے ,,الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ،، کو خانہ ساز درود کہنے والے کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کس حدیث میں ,,صلی اللہ علیہ وسلم،، پڑھنے یا لکھنے کا حکم دیا ہے۔

صحابہ کرام کے درود ابراہیمی کے علاوہ درود شریف

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا درود شریف

﴿ اللهم اجعل صلاتَكَ ورحمتَكَ و بركاتِكَ على سيدِ المرسلين وامامِ المتقين و خاتم النبيين محمد عبدك و رسولك امام الخير وقائد الخير و رسول الرحمة اللهم ابعثه مقام محمودا يغبطه به الاولون والاخرون﴾

(ابن ماجہ حدیث 896 کتاب اقامۃ الصلاۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درود شریف

﴿ لبيك اللهم ربي و سعديك صلوات الله البر الرحيم و الملائكة المقربين والنبيين و الصديقين و الشهداء والصالحين وما سبح لك يارب العالمين على محمد بن عبد الله خاتم النبيين و سيدِ المرسلين وامامِ المتقين ورسول رب العالمين الشاهد البشير الداعي اليك باذنك السراج المنير عليه السلام ﴾ (کتاب الشفاء ج 2 ص 57 مدارج النبوت ج 2 ص 706

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا درود شریف

﴿ اللهم يا دائم الفضل على البرية ☆ يا باسط اليدين بالعطية ☆ يا صاحب المواهب السنية ☆ صل على محمد خير الورىٰ سجية ☆ و اغفر لنا يا ذالعلا في هذه العتية ﴾(القول البدیع ص ٣٦)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا درود شریف

﴿ اللهم صل على محمد وعلى آل محمد سيد العرب والعجم المبعوث على كافة الامم وصل يارب آل محمد برحمتك يا ارحم الراحمين﴾(جواہر الاولیاء ص 283 طبع اسلام آباد)

سیدنا امام عالی مقام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا درود شریف

﴿ اللهم صل على محمد النبي الامي وآله وسلم ﴾(جواہر الاولیاء ص 266 طبع اسلام آباد)

تابعین ومحدثین کا درودابراہیمی کے علاوہ درود شریف

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا درود

﴿ اللهم صل على محمد وعلى آله بحر انوارك ومعدن اَسرارك ﴾(الجزء المفقود من مصنف عبدالرزاق حدیث ۱۰)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا درود شریف

آپ فرماتے ہیں جو اس درود کو کثرت سے پڑھے گا اس کے چہرے کی رونق دوبالا ہو جائے گی۔ ﴿ اللهم صل على مَنْ تَفَتَّقَتْ مِنْ نُوْرِهِ الازهارُ ﴾ اے اللہ رحمتیں نازل فرما اپنے انوار کے سمندر اور اسرار کی کان حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر۔(الجزء المفقود من مصنف عبدالرزاق حدیث ۱۱)

امام عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ مجھے ابن عینہ نے خبر دی امام مالک سے کہ وہ ہمیشہ یہ درود پاک پڑھتے تھے۔

﴿ اللهم صل على سيدنا محمدِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرِهِ ﴾ اے اللہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرما جن کا نور تمام مخلوق سے پہلے تھا۔ (الجزء المفقود من مصنف عبدالرزاق حدیث ۱۲)

ابوقلابہ کا درود شریف

حضرت سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ مجھے ابوقلابہ نے تعلیم دی کہ ہر نماز کے بعد سات مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کروں:

﴿ اللهم صل على افضل من طاب من النُّجارُ وسما به الفخار واستنارت بنور جبينه الاقمار وتضاء لت عند جُوْدِ يمينه الغمائم والبحار ﴾ اے اللہ! اس افضل ذات اقدس پر رحمتیں نازل فرما جن کی بدولت ,,اصل،،طیب وطاہر ہوا اور فخر سر بلند ہوا اور جن کی پیشانی کے نور سے چاند جگمگا اٹھے اور جن کے دائیں ہاتھ کی سخاوت کے سامنے بادل اور دریا شرمسار ہو گئے۔ الجزء المفقود من مصنف عبدالرزاق حدیث ۱۳)

سعید بن ابی سعید کا درود شریف

سالم کہتے ہیں کہ مجھے سعید بن ابی سعید نے تعلیم دی کہ میں ہمیشہ یہ درود شریف پڑھا کروں ﴿ اللهم صل على كاشف الغمة ومجلى الظلمة ومولى النعمة ومَوْلي الرحمة ﴾ اے اللہ! غم دور کرنے والی، اندھیرے کو منکشف کرنے والی، نعمت کو عطا کرنے والی اور رحمت بانٹنے والی ہستی پر رحمت کاملہ نازل فرما۔

دائیں ہاتھ کی سخاوت کے سامنے بادل اور دریا شرمسار ہو گئے۔ الجزء المفقود من مصنف عبدالرزاق حدیث ۱۶) یہ محدثین خود ساختہ درود شریف پڑھ رہے ہیں اور حضور ﷺ کو نور بھی تسلیم کر رہے ہیں تو کیا یہ بدعتی تھے اور تمہیں ان کی لکھی ہوئی حدیث کی کتابیں چھوڑ دینا چاہیے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا درود شریف

﴿ اللهم صل على محمد فى الاولين وصل على محمد فى الاخرين وصل على محمد فى يوم الدين ﴾

(القول البدیع ص ۵۰)

امام حسن بصری کا درود شریف:

﴿ اللهم صل على محمد وعلى آله واصحابه وأولاده وازواجه ودريته واهل بيته واصهاره وانصاره واشياعه ومحبيه وامته معهم اجمعين ﴾(القول البدیع ص 47) کتاب الشفاء ص 57 ج 2)

امام جلال الدین سیوطی کا درود شریف

﴿ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ الذین جعل حبھم آیۃ الایمان ﴾ (بستان المحدثین ص207)

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کا درود شریف

﴿ الصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ الطاھرین ﴾ (مکتوبات امام ربانی ص376 ج1 طبع لاہور)

محدث طبرانی کا درود شریف اور اس کی مقبولیت

﴿ اللھم لک الحمد بعدد من حمد و لک الحمد بعدد من لم یحمدک و لک الحمد بعدد کما تحب ان تحمد اللھم صل علی محمد بعدد من صل علیہ و صل علی محمد بعدد من لم یصل علیہ و صل علی محمد کما تحب ان یصلی علیہ ﴾

محدث طبرانی فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضور سید عالم ﷺ کی زیارت ہوئی میں نے عرض کیا ﴿ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ ﴾ اور مذکورہ بالا درود شریف پڑھا رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کے سامنے کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے اور دانتوں کے درمیانی خلاء سے نور نکلتا نظر آیا۔ (سعادت الدارین ص663 ج1، جذب القلوب ص265)

امام شافعی کا درود شریف اور اس کی مقبولیت

وہابیہ کے امام ابن قیم نے لکھا ہے: ترجمان وہابیہ قاضی سلیمان منصور پوری کی زبانی سنئے کہ عبداللہ بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں امام شافعی کو دیکھا پوچھا کہ اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا اور مجھے بہشت کے لئے یوں آراستہ کیا جیسے عروس کو آراستہ کیا کرتے ہیں، میں نے کہا آپ اس درجہ کو کیوں کر پہنچ گئے فرمایا: میں نے کتاب میں ایک درود لکھا تھا اس کے عوض وہ درود یہ ہے ﴿و صل اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذا کرون وعدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون ﴾ جب صبح ہوئی تو میں نے کتاب کھول کر دیکھی تو عبارت اس میں درج تھی۔ (جلاء الافہام عربی ص 247 ، الصلاۃ والسلام ص295) یہ واقعہ امام سخاوی نے القول البدیع اور شیخ عبدالحق نے جذب القلوب میں نقل کیا ہے۔ (القول البدیع ص252، جذب القلوب ص350)

امام شافعی کی مذکورہ روایت زکریا دیوبندی نے فضائل درود شریف میں بھی نقل کی ہے۔ (فضائل درود شریف ص103)

سوال یہ ہے کہ درود ابراہیمی کے علاوہ دوسرے غیر منقول درود حرام وبدعت ہیں تو ان محدثین اور صحابہ کرام پر کیا فتوی لگاؤ گے اور اپنے اکابر پر کیا فتوی لگاؤ گے جنہوں نے تمام غیر منقول درود کو پڑھنے کی اجازت دی کم از کم اپنے اکابر کی عبارات ہی دیکھ لی ہوتیں۔

دوڑے نہ نظریوں برچھی تان کر ذرا اپنا بیگانہ پہچان کر

ابوبکر الجزائری کا فتوی کہ تمام غیر منقول درود بھی جائز ہیں: مدرس المسجد النبوی الشریف بالمدینۃ المنورۃ لکھتے ہیں:

"لقد ورد فی صیغ الصلاۃ والسلام علی ﷺ نیف وثلاثون صیغۃ اکملھا الصلاۃ ابراھیمیۃ والکل جائز وفاضل ومستحب . وأما الصیغۃ التی فی ھذا النداء فھی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ تَسْلِیْمًا، وھذہ أصغر الصیغ وأیسرھا وأسھلھا وبھا یُؤدی الواجب.

صلاۃ وسلام کے تیس سے اوپر صیغے ہیں اُن میں سے اکمل درود ابراہیمی ہے اور تمام جائز عمدہ اور مستحب ہیں لیکن اس درود شریف میں یہ صیغہ

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ تَسْلِیْماً﴾ یہ سب سے چھوٹا، آسان اور سہل ہے اور اس کے ساتھ واجب ادا ہو جاتا ہے۔
من كتب اسم النبي ﷺ فإنه يكتب صلى الله عليه وسلم كما هي مأثورة عن السلف، فأصحاب الصحاح، والسنن، والمسانيد كلهم إذا ذكر النبي ﷺ في الحديث يكتبون ﷺ. وبعض المتأخرين يكتب (ص) وهذا إجحاف ولا ينبغي.

جس نے نبی کریم ﷺ کا نام لکھا تو وہ اس کے ساتھ ,,صلی اللہ علیہ وسلم،، لکھے جیسا کہ سلف سے منقول ہے، اور اصحاب الصحاح، سنن و المسانید یعنی محدثین سے جب حدیث میں نبی کریم ﷺ کا نام ذکر کرتے ہیں تو ,,صلی اللہ علیہ وسلم،، لکھتے ہیں۔ اور بعض متاخرین صرف ,,ص،، لکھ دیتے ہیں یہ ظلم اور نامناسب ہے۔ (نداء الرحمٰن لاہل ایمان الندا الرابع والستون ص:۱۷۹)

ابوبکر جزائری کے کلام سے معلوم ہوا کہ درود ,,صلی اللہ علیہ وسلم،، حدیث سے ثابت نہیں بلکہ محدثین اور سلف صالحین کا خود ساختہ ہے لیکن اس کے باوجود یہ درود جائز اور باعث اجر ہے اس سے تمام غیر منقول درود جائز ہو گئے کیونکہ وہ سلف صالحین اور بزرگانِ دین سے منقول ہیں۔

سابق اہل حدیث (وہابی) حضرت علامہ عمر فاروق توحیدی پر قاتلانہ حملہ کی مذمت

حضرت علامہ عمر فاروق توحیدی سابق ناظم تبلیغ یوتھ فورس ضلع سیالکوٹ نے علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کی تقریریں سن کر اور ماہنامہ ,,الحقیقہ،، پڑھ کر اور حضرت علامہ تو قیر الحسن قادری صاحب آف چھاؤنی سلہریاں سے تبادلہ خیال کرنے کے بعد جب ان پر حق واضح ہو گیا تو انہوں نے یکم اگست 2010ء ,,عقیدہ توحید سیمینار،، میں علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کی موجودگی میں سنی ہونے کا اعلان کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہابی بوکھلا گئے ان کو ہر طرح ترغیب و تحریص سے واپس لانے کی کوشش کی گئی لیکن جب وہ ہر طرح سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے آپ کو قتل کی دھمکیاں دینا شروع کی اور کئی دفعہ آپ پر قاتلانہ حملہ بھی کیا گیا چنانچہ ۷ اپریل بروز جمعرات کو آپ پر پانچ وہابیوں نے قاتلانہ حملہ کیا جس وقت عمر فاروق توحیدی صاحب نماز فجر کے لئے مسجد میں جا رہے تھے اور ان کے دو بچے بھی ساتھ تھے گولی لگنے سے آپ کا ایک بچہ شہید ہو گیا جس کی عمر سات سال تھی علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی کو بھی اطلاع دی گئی اور علامہ توحیدی صاحب نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ میرے بچے کا جنازہ آپ پڑھائیں ٹائم بھی تھوڑا تھا لیکن ڈاکٹر صاحب نے حامی بھر لی اور جنازہ انہوں نے پڑھایا اور خطاب بھی کیا اور عمر فاروق توحیدی صاحب نے بڑی جراءت اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا: ظالمو! تم نے میرے بچے کو شہید کر کے یہ سمجھ رہے ہو کہ مجھے صدمہ پہنچے گا اور میں واپس آ جاؤں گا میں تمہاری غلط فہمی دور کر دینا چاہتا ہوں میں نے اس مسلک کو حق سمجھ کر قبول کیا ہے میرے تین بچے اور بھی ہیں اگر انہیں بھی شہید کر دیا جائے تو رسول اللہ ﷺ کے نام پر سب کو قربان کر دوں گا کہ محبت مصطفیٰ ﷺ میرے سینے سے نکالی نہیں جا سکتی میری بیوی بھی شہید ہو جائے میں بھی شہید ہو سکتا ہوں لیکن دامنِ مصطفیٰ نہیں چھوڑ سکتا اس وقت ہر آنکھ نمناک تھی۔ قاتلوں میں ایک وہابیوں کا گوجرانوالہ کا مولوی عبد الرؤف یزدانی کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور شیخوپورہ میں وہابیوں کی جماعت الدعوۃ کا مسئول طلحہ عثمان ابھی تک مفرور ہے۔ ہم شیران اسلام اس قاتلانہ حملہ کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ قاتلوں کو گرفتار کر کے تختہ دار پر لٹکا کر عدل و انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ عمر فاروق توحیدی صاحب اور تمام علماء اہل سنت اور عوامِ اہل سنت کی حفاظت فرمائے آمین۔

چاروں نبی ﷺ کے یار ہیں فخر کبار ہیں

از قلم: سید صابر حسین شاہ بخاری ...... مدیر اعلیٰ الحقیقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم و علی اله و اصحابه اجمعین

بندہ پروردگارم اُمت احمد نبی — دوست دار چہار یارم تابع اولادِ علی

مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل — خاکپائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے یوں تو تمام صحابہ کرام اپنی مثال آپ ہیں لیکن ان تمام میں افضل ترین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حضرت نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ کے عہد مبارک اور خود خلفائے راشدین کے وقت میں جمعۃ المبارک اور عیدین کے خطبات میں کسی صحابی کا نام نہیں پڑھا جاتا تھا مگر جو محاربات صحابہ کرام میں واقع ہوئے اس کے سبب باہمی نزاع اور خلفائے راشدین کی نسبت سب وشتم کا رواج ہوا تو اس کے تدارک کے لیے خطبات میں خلفائے راشدین کا نام باقاعدگی سے لیے جانے کا رواج ہوا تاکہ معلوم ہو کہ یہ سب واجب التعظیم ہیں۔ فقہاء نے اس عمل کو اچھا قرار دیا اور یوں یہ مبارک سلسلہ چل نکلا۔

چاروں خلفائے راشدین کی ترتیب حق ہے ان کی افضلیت حق ہے ان کی خلافت حق ہے اسی پر اہل سنت و جماعت کا اجماع اور اتفاق ہے۔ اس پر اکابرین اہل سنت کی تصانیف شاہد و عادل ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمہ کو جب اطلاع ملی کہ ہندوستان کے شہر سامانہ میں ایک خطیب نے عید الاضحیٰ کے خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر چھوڑ دیا ہے اور کہا کہ اگر خلفاء راشدین کا ذکر نہیں کیا تو کیا ہوا تو آپ نے فرمایا! اگرچہ خلفاء راشدین کا ذکر شرائط خطبہ سے نہیں ہے لیکن شعائر اہل سنت سے ہے اور جان بوجھ کر اس کو صرف وہی ترک کر سکتا ہے، جس کا دل مریض ہو اور باطن خبیث ہو۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ ۶ ص ۴۱)

اسی ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے برصغیر کے نامور صوفی باصفاء حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''کشف المحجوب'' کے ساتویں باب ''صحابہ کرام'' میں خلفائے راشدین کا ذکر خیر احسن انداز میں فرمایا ہے۔

سلطان الفقر سلطان العارفین حضرت سلطان باھو علیہ الرحمہ (م ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۱ء) جو دربار رسالت مآب ﷺ کے حضوری ہیں نے ''چہار یار'' کا ذکر کچھ اس پیرائے میں فرمایا ہے:

''کسی کہ مدخل مجلس محمدی شود، اول در وجود طالب الله چهار نظر تاثیر کند از نظر حضرت صدیق اکبر رضی الله تعالیٰ عنه در وجود طالب الله تاثیر صدق پیدا شود، کذب و نفاق از وجود طالب بر خیز دو از نظر حضرت عمر رضی الله

عنه در وجودطالب الله خطرات وهوای نفسانی کلی بر خیزد.واز نظر حضرت عثمان رضی الله تعالیٰ عنه در وجود طالب الله
کند وادب و حیاء پیدا شود واز وجود طالب الله بی ادبی و بی حیائی بر خیزدو از نظر حضرت علی رضی الله عنه در وجود
الله علم ہدایت و فقر پیدا شود واز وجود طالب جهل وحب دنیا برخیزد بعد از ان طالب الله لائق تلقین میشود و حضرت مح
رسول الله ﷺ اور ادست بیعت کند مراتب مرشد لازوال ولا تخف ولا تحزن حاصل شود".(کلید جنت حضرت سلطان با
علیه الرحمه مطبوعه حضرت سلطان باهواکیڈمی لاہور ۱۹۹٦، ص۱۱٤)

ترجمہ: جب کوئی شخص مجلس نبوی میں داخل ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کے وجود پر چار نگاہوں کی مندرجہ ذیل تاثیریں ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں صدق پیدا ہوتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں نفسانی خطرات اور خواہشات بالکل دور ہو جاتی ہیں۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کی تاثیر سے طالب اللہ کے وجود میں ادب اور حیاء پیدا ہوتے ہیں اور طالب اللہ کے وجود سے بے حیائی دور ہو جاتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں علم و ہدایت اور فقر پیدا ہوتے ہیں اور اس کے وجود سے جہالت اور دنیاوی محبت دور ہو جاتی ہیں بعد ازاں طالب اللہ تلقین کے لائق ہو جاتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اسے بیعت فرماتے ہیں تب اسے "خوف نہ کھاؤ اور حزن نہ کرو" کے لازوال مرشدی مراتب نصیب ہوتے ہیں۔ (کلید جنت: مترجم ڈاکٹر کے بی نسیم مطبوعہ حضرت سلطان باھو اکیڈمی لاہور ۱۹۹٦ء ص ۱۱۵)

حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمہ (م ۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء) نے اپنے دو ہندی اشعار میں عقیدہ اہل سنت کی وضاحت اور فرقہ تفضیلیہ کا رد کچھ اس انداز میں فرمایا ہے:

ابی بکر اور عمر پن عثمان علی بکھان مست نتی اور لاج اتی بدیا بوجھ سجان
مورکھ لوگ نہ بوجھی ہیں دھرم کرم کی چھین ایک تو چاہیں ادھک کے ایک تو دیکھیں ہین

حضرت ابو بکر و عمر کے بعد حضرت عثمان و علی کی تعریف بیان کرو، سچائی، عدل، شرم و حیاء اور علم بالترتیب ان کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بے وقوف لوگ دین و مذہب کی روح تک نہیں پا سکتے۔ اس لیے کہ وہ ایک کو بڑھاتے ہیں اور باقی سب کو گھٹا دیتے ہیں۔ (تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۴ء ص ۲۲۵)

حضرت پیر سید محمد یاسین شاہ راشدی قادری المعروف پیر سائیں جھنڈے دھنی اوّل علیہ الرحمہ (م ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء) فرماتے ہیں:

"فکر مجلس چہار یار نبوی: واضح ہو کہ انسان کامل "ام الکتاب" (کتابوں کی ماں) ہے اور دونوں جہاں "کتاب مبین" ہیں جو کچھ کتاب مبین میں مرقوم ہے ان کا "سیر ام الکتاب" میں کیا جا سکتا ہے مجلس چار یار نبوی کا فکر اس طرح کرے کہ اخفی میں حضور اکرم ﷺ کے نور کا تصور کرے، خفی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نور کا، سری میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے نور کا، روحی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نور کا، قلبی میں حضرت حضرت علی المرتضیٰ شاہ رضی اللہ عنہ کے نور کا تصور کرے، اس فکر کی کمالیت یہ ہے کہ چاروں بزرگوں کو ایک مجلس میں حاضر سمجھے اور قلب کے فکر سے ان کے حضور ذوق حاصل کرے۔ (صراط الطالبین مطبوعہ لاہور ۲۰۰۷ء ص ۱۰۰، مترجم: صاحبزادہ سید زین العابدین شاہ راشدی)

حضرت علامہ شاہ فضل رسول قادری عثمانی بدایونی علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) اپنی شہرہ آفاق کتاب "المعتقد المنتقد" میں فرماتے ہیں:

"اور امام برحق رسول ﷺ کے بعد ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں اور ان (چاروں کی) فضیلت ترتیب

خلافت کے موافق ہے۔(ص ۲۷۶)

اب اس عبارت پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کے حواشی ملاحظہ فرمائیں:

''اس حسین عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ائمہ سابقین کی پیروی کی اور اس میں اس زمانے کے تفضیلیوں کا رد ہے جو جھوٹ اور بہتان کے بل پرسنی ہونے کے مدعی ہیں اس لیے کہ انہوں نے فضیلت میں ترتیب کے مسئلے کو (ظاہر سے) اس طرف پھیرا کہ خلافت میں اولیت کا زیادہ حق دار ہونا اور یہ اس کے لیے ہے جو شہروں کے انتظام اور لشکر سازی اور اس کے علاوہ دوسرے امور جن کے انتظام و انصرام کی سلطنت میں حاجت ہوتی ہے ان کا زیادہ جاننے والا ہو اور یہ باطل خبیث قول ہے، صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع کے خلاف ہے بلکہ افضلیت ثواب کی کثرت میں اور رب الارباب (اللہ تعالیٰ) کی نزدیکی میں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک بزرگی میں ہے۔ اسی لیے ''طریقہ محمدیہ'' وغیرہا کتابوں میں اہل سنت و جماعت کے عقیدوں کے بیان میں اس مسئلے کی تعبیر یوں فرمائی کہ اولیاء محمدیین (محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمت کے اولیاء) میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان ہیں پھر علی ہیں رضی اللہ عنہم اور ناتواں بندے کی ان گمراہوں کی رد میں ایک جامع کتاب ہے جو کافی اور مفصل اور تمام گوشوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ جس کا نام میں نے ''مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین'' رکھا''۔ (المعتمد المستند مطبوعہ کراچی ص ۲۰۶)

نوٹ: یہ بات خوش آئند ہے کہ مطلع القمرین کے حال ہی میں دو ایڈیشن شائع ہو کر سامنے آگئے ہیں۔ ان کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ (صابر)

حضرت سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمہ (م ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) فرماتے ہیں:

''ہاں یہ بات یقینی ہے کہ بعد انبیاء و مرسلین تمام مخلوقات الٰہی، انس و جن و ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اسی ترتیب و افضلیت پر ان کی خلافت واقع ہے''۔ (سراج العوارف فی الوصایا والمعارف ترجمہ نور علی نور، مترجم: مفتی محمد خلیل خان برکاتی مطبوعہ لاہور ص ۶۰)

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) اسی ترتیب کے پیش نظر اپنے ''وصایا شریف'' میں دوٹوک فیصلہ فرماتے ہیں:

''واشهد ان سيدنا ابابكر ن الصديق رضى الله تعالىٰ عنه و ان سيدنا عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه و ان سيدنا عثمان بن عفان رضى الله تعالىٰ عنه و ان سيدنا على ابن ابى طالب كرم الله وجهه الكريم خلفاء رسول الله ﷺ بالترتيب المعلوم المتوارث بالاخبار المتواتره و كل من انكر خلافة احد منهم فهو كافر و اصحاب النبى ﷺ و صحبه وسلم كلهم عدول صدوق نجوم الاهتداء رضوان الله تعالىٰ عليهم اجمعين اياك ثم اياك عن قول سُو فى حق احد منهم ''۔ (وصایا قمریہ، مترجم: علامہ غلام احمد سیالوی مطبوعہ کنز الایمان سوسائٹی لاہور ص ۱۲، ۱۳)

ترجمہ: اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم، اخبار متواترہ سے معلوم و مشہور ترتیب کے مطابق رسول اللہ ﷺ آلہ و صحبہ وسلم کے برحق خلیفے ہیں اور ہر وہ شخص جو ان حضرات میں سے کسی ایک کی خلافت کا انکار کرے کافر ہے۔ اور آنحضور ﷺ کے تمام صحابہ کرام سب سے بڑے عادل اور بہت زیادہ سچے اور ہدایت کے ستارے ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین ان حضرات میں سے کسی ایک کے حق میں نازیبا کلمہ استعمال کرنے سے ہر طرح پرہیز کر۔

برصغیر میں مختلف سلاطین کے ادوار میں شاہی سکوں پر بھی خلفائے راشدین کے نام کندہ کیے جاتے تھے۔ جلال الدین اکبر کے دور میں

سکے کی دوسری طرف وسط میں کلمہ طیبہ اور "ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب" لکھا ہوا تھا اور چاروں طرف چہار یار کبار کے اسمائے گرامی کندہ تھے۔ شاہ جہاں کے عہد میں بھی کلمہ طیبہ اور چہار یار کے نام کندہ تھے۔ شیر شاہ سوری کے زمانے میں سکے کی ایک طرف بخط فارسی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کندہ تھے۔ (آئین اکبری ج ا/ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۱)

نوٹ: راجا نور محمد نظامی بھوئی گاڑ (حسن ابدال) کے ذخیرہ کتب میں چند شاہی سکے ابھی بھی موجود ہیں۔ راقم نے ان کے ہاں ایسے سکے دیکھے ہیں جن پر خلفائے راشدین کے نام کندہ ہیں۔ (صابر)

شیر اسلام ٹیپو سلطان شہید تو اپنی لائبریری کی ہر کتاب کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام پاک، رسول پاک ﷺ کا اسم مبارک، پنجتن پاک اور چاروں خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی لکھتے تھے۔ کتابوں پر آپ کی ایک چھوٹی مہر "نبی مالک" بھی لگی ہوئی تھی۔ اسی طرح آپ کی ایک شیر نما تلوار پر شیر کی گردن کی تصویر پر پانچ جگہ نمایاں تھی اور اس کی دھار پر قرآنی آیات اور خلفائے راشدین کے نام کندہ کیے ہوئے تھے۔

لفظ "یار" ولی، رفیق، دوست، محبوب کے لیے بولا اور لکھا جاتا ہے لیکن جب "چار یار" کہا جائے تو پھر ہر سنی مسلمان کا ذہن فوراً نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے چہار صحابہ کبار حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی کی طرف جاتا ہے۔

"چہار یار" کی اصطلاح بہت پرانی ہے۔ حضرت شرف الدین بخاری علیہ الرحمہ نے نام حق (تصنیف سال ۶۹۳ھ) اور حضرت نظامی گنجوی علیہ الرحمہ نے بدائع منظوم (تصنیف سال ۱۱۴۳ھ) میں "چار یار" کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے، برصغیر میں تقریباً ہر منظوم کتاب کے آغاز میں حمد، نعت کے بعد "منقبت چہار یار" بھی موجود ہے۔

علمائے اہل سنت نے مستقل کتابیں لکھ کر خلفاء راشدین کی عظمت کا دفاع کیا اور روافض و خوارج کے مطاعن کی تردید فرمائی مثلاً مولانا غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمہ (م ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء) نے ایک کتاب "ہدیۃ الشیخین منقبت چار یار مع حسنین" لکھی جو ۱۲۹۵ھ میں شائع ہوئی۔

مولانا محمد کرم الدین دبیر علیہ الرحمہ (م ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء) نے "السیف المسلول لاعداء خلفاء الرسول" تحریر فرمائی جو (۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء) میں لاہور سے شائع ہوئی۔

ملا جان محمد قندھاری علیہ الرحمہ نے (۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء) میں فارسی میں "تحفۃ الخلفاء الراشدین رجوما للشیاطین الرافضین والخوارجین" رقم فرمائی جو (۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء) میں لاہور سے شائع ہو کر سامنے آئی۔

اسی طرح مولانا ابو البشیر محمد صالح علوی نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ (م ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹ء) نے "فضائل صحابہ" لکھی جس میں خلفائے راشدین کے فضائل یکجا کیے۔

مولانا سید میر محمد اسد اللہ جلال پوری علیہ الرحمہ نے "فضائل چہار یار" لکھی جو ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی۔ اسی طرح مولانا غلام دستگیر نامی علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء) نے "مناقب خلفائے راشدین" مرتب فرما کر شائع کروائی۔

اکابر اہل سنت کی اکثریت نے "چہار یار" کی اصطلاح اپنی تصانیف میں استعمال فرمائی ہے۔ چند مشاہیر کے اسمائے گرامی ملاحظہ فرمائیے:

☆ ...حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ (م ۶۷۲ء/ ۵۲ھ) ☆ ......حضرت شیخ فریدالدین عطار علیہ الرحمہ (۶۷۷ء/ ۵۷ھ)

حضرت مولانا میر سید عبد الواحد بلگرامی علیہ الرحمہ (م ۱۰۱۷ھ/ ۱۶۰۸ء) از قلم: سید صابر حسین شاہ بخاری

حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمہ (م ۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء)

حضرت پیر سید محمد یاسین شاہ راشدی قادری پیر سائیں جھنڈے دھنی اول علیہ الرحمہ (م ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ (م ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)

حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمہ (م ۲۳-۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء)

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی علیہ الرحمہ (م ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)

حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)

حضرت مولانا محمد جمیل الرحمٰن قادری رضوی بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء)

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء)

حضرت مولانا محمد غازی گولڑوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء)

حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر علیہ الرحمہ (م ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء)

حضرت ابوالرجا مولانا غلام رسول قادری علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء)

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء)

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء)

حضرت مفتی محمد خلیل خان برکاتی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء)

حضرت مولانا قاضی غلام محمود ہزاروی علیہ الرحمہ (م ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء)

حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی علیہ الرحمہ (م ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء)

حضرت مولانا محمد غازی گولڑوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء) ایک وہابی کارڈ کرتے ہوئے فرماتے ہیں! "ایسا ہی اللہ جل شانہ، محمد، چار یار، حاجی گنج البحر فرید کہنے والوں کو مشرک قرار دیتے ہیں ہمارے قیاس میں مطلب اس کلام کا یہ ہے کہ اللہ جل شانہ واحد ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ سچے پیغمبر ہیں اور خلفاء اربعہ کی خلافت برحق ہے اور یہ بزرگ یعنی بابا صاحب رضی اللہ عنہ خدا کا مقبول بندہ ہے، حاصل یہ ہوا کہ ہم دہری، مشرک، کافر، رافضی، خارجی، وہابی نہیں ہم سچے سنی مسلمان ہیں جیسا کہ یہ مقبول بندہ تھا پس ہمارا مذہب اسی بزرگ کا مذہب ہے، علیحدہ مذہب نہیں، کوئی شخص توحید اور رسالت کے اقرار کرنے سے مشرک کافر کیسے کہا جا سکتا ہے؟ (مجالہ بر دو رسالہ مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۶۷ء ص ۱۳)

اسی تناظر میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) فرماتے ہیں! "باوا صاحب رضی اللہ عنہ کے دروازہ کو بہشتی دروازہ کہنا اس سے گزرنے والوں کو بہشتی یقین کرنا برحق ہے کیونکہ وہاں سے گزرنے والوں کے الفاظ یہ ہوتے ہیں اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید جن سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان، اسکے رسول محمد ﷺ پر ایمان، رسول اللہ ﷺ کے چار یاروں پر ایمان اور اولیاء کرام پر ایمان کا اقرار کرتے ہوئے گزرتے ہیں۔ پھر بہشت کے حصول کی خاطر اور دوزخ سے محفوظ رہنے کی غرض ہے وہاں حاضری دینا آخرت اور اس کی سزا جزاء پر بھی اظہار ایمان ہوتا ہے۔ یہ تمام ارکان ایمان ان لوگوں میں موجود ہوتے ہیں تو یقیناً بہشتی ہیں"۔ (انوار قمریہ مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ء ص ۱۷۲ تالیف مولانا قاری غلام احمد سیالوی)

حضرت مولانا محمد غازی گولڑوی علیہ الرحمہ اور حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ نے مندرجہ بالا عبارات میں اہل سنت کے عقیدہ کی کیسی خوبصورت وضاحت فرمائی ہے کہ چار یار سے مراد خلفائے اربعہ کی خلافت برحق اور چار یاروں پر ایمان کا اقرار اور عجالہ بر دو رسالہ پر حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء) کی تصدیق نے تو سونے پر سہاگے کا کام کیا ہے۔

اہل سنت کی تقریبات میں "حق چار یار" کے نعرہ پر اعتراض کرنے والوں کو حضرت مولانا محمد غازی گولڑوی علیہ الرحمہ حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ کی وضاحت اور قبلہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ کی تصدیق کا ضرور خیال کرنا چاہیے۔

حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کی خدمت میں ایک استفتاء اور آپ کی طرف سے اس کا بصیرت افروز جواب موقع محل کی مناسبت کے پیش کیا جاتا ہے۔

سوال: عمرو اگر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے اور اعتقاد اس سے یہ رکھتا ہے کہ صحابہ کرام چہار کا مرتبہ ہر ایک کا برابر ہے زید کہتا ہے کہ اسکا ثبوت نہیں ہے آیا اگر یہ فعل عمرو کرے تو جائز ہے یا نہیں اور یہ فعل کرنے سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے اور مراد یہ لیتے ہیں کہ ایک روٹی کے چار ٹکڑے سے اہل سنت لوگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا مرتبہ برابر سمجھتے ہیں اس وجہ سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے تو عقیدہ عمرو اگر یہ دیکھ کر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے تو جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب: معاذ اللہ رافضی ایک وہم پرست قوم ہے ولہذا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو "**نساء هذه الامة**" فرمایا بلکہ انکی وہم پرستی جاہلہ عورتوں سے بھی کہیں زائد ہے عدد چار کی صرف اس لیے دشمنی کہ اہل سنت چار خلفائے کرام کو مانتے ہیں کیسی گندی جہالت ہے۔ آسمانی کتابیں بھی چار ہیں، قرآن عظیم، توریت، انجیل، زبور اگلے مرسلین اولوالعزم بھی چار ہیں۔ نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ محمد وحید رو بتول وحسین وشہید وعابد سجاد وباقر وصادق وموسیٰ وکاظم وجواد ومھدی وائمہ سب میں چار چار حرف ہیں تو ان سب سے نفرت کریں اور کرتے ہی ہیں اگرچہ بظاہر نام دوستی لیتے ہیں مگر تقیہ ومتعہ شیعہ کے چار چار حرفوں کا کیا علاج ہوگا سوا چار حرف کے اگر کہیں تو شیعہ میں تانیث کی علامت زائد ہے حرف اصلی تین ہی ہیں اور شمر ان کا بڑا محبوب ہونا چاہیے کہ خالص تین ہے۔ طرفہ یہ کہ وہ چار خلفاء میں سے تین کے دشمن ہیں اور تین روٹیاں کھانا یا ایک روٹی کے تین ٹکڑے کرنا ناپسند نہیں رکھتے، جہاں ان تین میں چوتھا شامل ہوا اور نفرت آئی تو یہ نفرت تین سے نہ ہوئی بلکہ چوتھے سے کہ خاص مذہب ناصبیوں کا ہے اسکی نظیر ان اوہام پرستوں کی دس کے عدد سے عداوت ہے کہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عدد ہے اور نو کے عدد سے محبت رکھتے ہیں حالانکہ وہ ان دس میں نو کے دشمن ہیں۔ علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"**من اجهل ممن يكره التكلم بلفظ بعشرة او فعل شئ يكون عشرة لكونهم يبغضون العشرة المشهود لهم بالجنة ويستثنون عليا والعجب انهم يوالون لفظ التسعة وهم يبغضون التسعة من العشرة بالجمله**"۔ کسی عدد خاص سے اس وجہ سے نفرت کہ اس کا ایک معدود اپنا مبغوض ہے یا اس لیے محبت کہ اپنا محبوب ہے وہی بلکہ مجنون کا کام مثلاً روافض کو تین سے محبت ہے تو خلفائے ثلثہ تین ہیں، عمر وغنی وغوث وقطب کے حروف تین ہیں، تین سے عداوت ہے تو بتول زہرا کے ابنائے ثلثہ تین ہیں، الہ ونبی وعلی وحسن ورضا کے حرف تین ہیں پانچ سے اگر محبت ہے تو فاروق وعثمان وشیخین وختنین واصحاب میں پانچ پانچ حرف ہیں اور عداوت ہے تو پنجتن پانچ ہے مصطفےٰ ومرتضیٰ وفاطمہ ومجتبےٰ وحسنین کے حرف پانچ ہیں یا ان کے طور پر پوچھیے کیا تم پانچ کے دشمن ہو تو تعزیہ، تابوت، جریدہ، مرثیہ، کربلا، روافض سب سے عداوت کرو اور دوست ہو تو شیطان، نمرود، شداد، فرعون، ہامان، ابلیس سب کے دوست بنو۔ سنی کو ان اوہام پرستوں کی ریس نہ چاہیے ایک روٹی کے تین، چار، پانچ، نو

جتنے ٹکڑے کریں جائز ہے وہ خیال جہالت ہے ہاں اگر رافضیوں کے سامنے ان کے چڑانے کو چار کریں تو یہ نیت محمود ہے گمراہ کی مخالفت کا اظہار ایسا امر ہے جسکے باعث فعل مفعول افضل ہو جاتا ہے یہاں تو سب ٹکڑے مساوی تھے تو ان کے سامنے انگی مخالفت کے اظہار کو چار ٹکڑے کرنا بدرجہ اولیٰ افضل ہوگا موزوں کے مسح سے پاؤں دھونا افضل ہے مگر رافضی خارجی کے سامنے ان کے غیظ دلانے کو مسح موزہ بہتر ہے نہر سے وضو افضل ہے مگر معتزلی کے سامنے اس کے مخالفت جتانے کو حوض سے وضو احسن ہے "**کما فی فتح القدیر وبیناہ فی فتا ولنا**" سوال میں چاروں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مرتبہ برابر کہا یہ خلاف عقیدہ اہل سنت ہے۔ اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے پھر فاروق اعظم پھر مذہب منصور میں عثمان غنی پھر علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم اجمعین جو چاروں کو برابر جانے وہ بھی سنی نہیں ہاں یہ معنے لے کر چاروں کا ماننا فرض ہے۔ اس بات میں برابری ہے تو حرج نہیں جیسے "لانفرق بین احد من رسلہ" ہم اس کے رسولوں میں فرق نہیں کرتے کہ ایک کو مانیں ایک کو نہ مانیں بلکہ سب کو مانتے ہیں اور فرماتا ہے "**تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض**" "ان رسولوں میں ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم"۔ (فتاوی افریقہ ص ۱۶۰ تا ۱۶۳ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے ایک مختصر سوال کے جواب میں کیسا بے مثال جواب رقم فرمایا ہے دریا کو کوزے میں بند فرمایا ہے رافضیوں کے سامنے ان کو چڑانے کو روٹی کے چار ٹکڑے کریں تو یہ نیت محمود ہے، گمراہ کی مخالفت کا اظہار ایسا امر ہے جس کے باعث فعل مفعول افضل ہو جاتا ہے۔ تو اگر خارجیوں، ناصبیوں کے چڑانے اور ان کا رد کرنے کے لیے ہم اپنی تقریبات میں حق چار یار کا نعرہ بلند کریں تو کیا یہ نیت محمود نہیں؟ اگر ان کی مخالفت کے اظہار کو چار ٹکڑے کرنا بدرجہ اولیٰ افضل ہوگا تو کیا اجتماعات میں حق چار یار کا نعرہ لگانا بدرجہ اولیٰ افضل نہ ہوگا؟

اہل سنت کی تقریبات میں جو بھی نعرہ لگایا جاتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی پس منظر ضرور ہوتا ہے اور ہر نعرہ سے عقیدہ کی وضاحت بھی ہوتی ہے جب ہم نعرہ تکبیر لگاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا برملا اعلان کر کے ان لوگوں کا رد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کے منکر ہیں اور اسی نعرہ سے شرک کا قلع قمع بھی کیا جاتا ہے۔

نعرہ رسالت کے جواب میں "یا رسول اللہ" کہہ کر ہم اپنے پیارے نبی حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی رسالت کے خاتمیت اور حیات کا اظہار کر کے ان لوگوں کا رد کرتے ہیں جو آپ کے بعد کسی ظلی یا بروزی نبی کے قائل ہیں یا جو آپ کے حیات کے منکر ہیں اسی طرح نعرہ تحقیق کے جواب میں "حق چار یار" کہہ کر ان لوگوں کا رد کرتے ہیں جو ان چاروں صحابہ کرام میں سے کسی ایک پر بھی انگلی اٹھاتے ہیں "حق چار یار" سے نہ صرف رافضیوں بلکہ خارجیوں کا بھی اور ناصبیوں کا بھی رد ہو جاتا ہے۔ البتہ نعرہ حیدری سے صرف خارجیوں کا رد ہو سکتا ہے۔

صاحبزادہ عزیز احمد علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے: "چاروں خلفائے راشدین کے ناموں کی ابتداء میں "ع" آتا ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اصل نام "عبداللہ" ہے جس کی ابتداء میں حرف "ع" ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پہلا حرف "ع" ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پہلا حرف "ع" ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا پہلا حرف "ع" ہے۔ یہ سب عین ہیں حق ہیں اور درست ہیں ان سب میں عینیت ہے کوئی "غ" اور غیر نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے **خیر القرون قرنی** اس سے مراد خلفائے اربعہ راشدہ ہیں خلفائے راشدین کے ناموں کے آخری حرف کو لیں تو "قرنی" بنتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آخری حرف "ق" ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آخری حرف "ر" ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آخری حرف ''ن'' ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آخری حرف ''ی'' ہے۔

تو (ق۔ر۔ن۔ی) قرنی بنتا ہے گویا یہ اشارہ ہے کہ ان حروف میں جو ترتیب ہے خلافت کے اندر بھی یہی ترتیب ہوگی''۔(ماہنامہ کاروان قمر کراچی جون جولائی ۲۰۱۰ء ص ۵۳)

اہل لطائف نے یہ بھی لکھا ہے کہ حروف تہجی ''الف'' سے شروع ہوتے ہیں اور ''ی'' پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح خلافت بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے الف سے شروع ہوئی اور علی رضی اللہ عنہ کی ''ی'' پر ختم ہوگی۔ (سلطان الواعظین، مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی: خطبات اول مطبوعہ لاہور ص ۳۲۹)

ملک شیر باز کھلان نے علم الاعداد کی روشنی میں خلفائے راشدین کی عظمت کو اس طرح پیش کیا ہے:

''چاروں صحابہ کرام کے اعداد کا مجموعہ ۱۳۱۲ ہے اور مفرد عدد سے ہے ۱۳۱۲ کے اعداد میں محمد ﷺ کے اعداد ۹۲ شامل کرنے سے ۱۴۰۴ کا عدد حاصل ہوا۔ اب یہ عدد چاروں صحابہ کرام پر تقسیم کر دیں ۱۴۰۴/۴=۳۵۱، اس طرح ہر ایک کے حصہ میں ایک قرآن کا عدد آیا یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ یہ چاروں صحابہ کرام قرآن پاک کے چار ستون ہیں اور ان کے کاندھوں پر اسلام کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہے۔ ہر ستون اپنی جگہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ۱۴۰۴ کا صفر ہٹانے سے ۱۴۴ کا عدد باقی رہا۔ یہ دو سجدوں کا عدد ہے اور ۱۴۴ کا دگنا محرم کا عدد ۲۸۸ ہے لہذا یہ سب علم الاعداد کی رو سے شہادت کے رتبہ جلیلہ پر فائز ہیں۔ اللہ۔ محمد۔ علی۔ فاطمہ۔ حسن۔ حسین۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ سب کے اعداد ۱۹۶۱ ہیں اور مجموعہ اعداد ۔ ۱+۶+۹+۱=۱۷ ہے یہ مسلم کا عدد ہے یہ مسجد کا عدد ہے یہ رکوع کا عدد ہے یہ الصلوٰۃ کا عدد ہے اور ۱۷×۱۷=۲۸۹ (اللہ اکبر) تکبیر کا عدد ہے۔ لہذا یہ کرنیں ایک ہی مشعل کی ہمارے لیے یہ مبارک ہستیاں اندھیرے میں اجالا کرتی ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اعداد۔ ۲۳۱ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اعداد ۳۱۰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ۶۶۱ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اعداد ۱۱۰ ہیں چاروں صحابہ کرام کے اعداد ۱۳۱۲ ہیں۔ ۱۳۱۲ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد شامل کرنے سے حاصل جمع ۲۰۹۸ کا عدد بنا۔ یہ عدد ''اقراء باسم ربک الذی خلق'' کے اعداد کے برابر ہے۔ صحابہ کرام کی فضیلت سے نا آشنا حضرات غور فرمائیں''۔ (نظریہ پاکستان علم الاعداد کی روشنی میں مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۷ء ص ۴۷ تا ۴۹)

ستم ظریفی اور ظلم کی انتہا ہے کہ بعض وہ لوگ ''حق چار یار'' کے نعرہ کے خلاف صف آرا ہوئے ہیں جو اپنے آپ کو سنی کہتے ہوئے نہیں تھکتے ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت سید ابوالحسن احمد نوری مارہروی علیہ الرحمہ (م ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء) کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیے:

''اور جب ایسا ہونا محال و ناممکن الوقوع ہے تو تمام فرائض سے اہم و اول فرض یہ کہ ہر مسلمان کے عقیدے، مذہب مہذب اہل سنت و جماعت کے مطابق ہوں کہ حق انہی میں منحصر ہے اور تمام اولیائے کرام، اکمل الاولیاء سیدنا صدیق اکبر اور امام الاولیاء سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لے کر اس وقت تک اور اس وقت سے لیکر حضرت امام مہدی بلکہ ان کے بعد کے دور تک اسی مذہب پر ثابت قدم رہے اور اسی پر گامزن رہیں گے اور کیوں نہ ہو جبکہ حدیث شریف میں فرمایا کہ ''جس نے جماعت مسلمین کو ایک بالشت بھر چھوڑا اس نے اسلام کا طوق اپنی گردن سے اتار دیا''۔ بے ادب بے نصیب ہیں جو اپنی نفسانی خواہشات کے باعث جماعت اہل سنت سے خلاف کرتے ہیں اور پھر لطف یہ ہے کہ اپنی نادانی سے دم سنیت کا بھرتے ہیں اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ اپنے معاونوں اور حاشیہ برداروں پر یہ واضح کرتے ہیں کہ اولیائے کرام اور مشائخ عظام کی راہ و روش وہی ہے جس پر ہم ہیں۔ مسلمان یاد رکھیں کہ انکی کتابوں، کتابوں کے دیباچوں اور تقریروں میں جو مواد مضامین، علمائے اہل سنت کی موافقت میں ملتے ہیں وہ سب تقیہ اور زمانہ سازی پر محمول ہیں، اس لیے کہ ان کی خلوتوں اور تنہائیوں میں جو کچھ ہوتا ہے وہ ان کے ان دعوؤں کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ کہنا چاہیے

کہ ان کا طور طریق، بالکل منافقوں جیسا ہے جو آغازِ اسلام میں رہا۔ اور ہم (بہ بانگِ دہل) عزت وجلال خداوندی کی قسم سے (مؤکد) کہتے ہیں کہ ہم ہمارے مشائخ (طریقت) اور تمام اولیائے کرام ظاہر وباطن میں، خلوت، جلوت (گوشہ تنہائی اور انجمن آرائی) میں مذہب اہل سنت وجماعت پر رہے ہیں اسی پر قائم ہیں اور اسی پر (ان شاء اللہ تعالیٰ) ثابت قدم رہیں، اسی پر زندہ رہے ہیں اسی پر وفات پائیں گے اور اسی پر بروزِ حشر اٹھائے جائیں گے اگر کوئی شخص ہماری اور ان کی نسبت اس کے برخلاف کہتا ہے وہ کذاب ومفتری ہے (کہ جھوٹ بولتا اور تہمت لگاتا ہے) ہم اور ہمارے مشائخ اور تمام اولیائے الٰہی دنیا وآخرت میں اس سے اور اس کے اس افتراء سے بے زار، بے زار اور ہزار بار بے زار ہیں جو موجود ہیں وغیر موجودین تک یہ بات پہنچا دیں"۔ (سراج العوارف فی الوصایا المعارف ترجمہ "نورٌ علیٰ نور" مترجم: مفتی محمد خلیل خان برکاتی مطبوعہ لاہور ص ۲۲)

بدقسمتی سے اہل سنت کے اس باغی طائفہ کی کارروائیاں عوام اہل سنت کے اندر جاری ہیں۔ سادہ لوح عوام اہل سنت کے عقائد ونظریات کے تحفظ کے لیے علماء اہل سنت جہاد بالقلم میں مصروف ہیں۔

حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمہ (م ۱۱۴۲ھ/ ۱۷۲۹ء) کی دعا ملاحظہ فرمائیے جس میں "چار یاروں" کی دوستی کو کس انداز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا ہے:

"اے اللہ! اپنے محبوب محمد ﷺ کے طفیل جو چاروں مقامات یعنی شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے ہادی ہیں میرے قلب کی اپنی طرف رہنمائی فرما، اے میرے خدا لفظ محمد کے چاروں حروف کی قبولیت کے طفیل اپنی راہ میرے دل پر ظاہر فرما، اے میرے رب! محمد ﷺ کے چاروں یارانِ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی دوستی کے صدقے میں میری جان کو اپنے غم سے آشنا کر دے، اے میرے خدا! کعبہ شریف کے چاروں ستون کے ناموں کے صدقے میری جان کو اپنا غم عطا فرما، تیری ذات ہے کہ جس نے انسان کے بدن میں چار دروازے کان، منہ، آنکھ اور ناک کشادہ کیے تو وہ ہے جس نے اپنے نیک بندوں کے لیے جنت میں چار نہریں جاری کیں، اے اللہ! تو اپنے کو مجھے عطا فرما دے اور مجھے اپنا بنالے اس خودی کو بے خودی میں تبدیل کر دے اور اس بے خودی کو اپنی خودی سے بدل دے ہم حاضر ہونے کے باوجود غائب ہیں اور تو غائب ہونے کے باوجود حاضر ہے اپنے اس غائب کو ہماری حاضری پر ظاہر کر دے اور اپنی حاضری سے ہمارے غیب ہونے کو جلوہ عطا فرما دے"۔ (چہار انواع: مطبوعہ کراچی مترجم ڈاکٹر سید محمد امین، شریف احمد خان ۱۹۸۸ ص ۳۹)

راقم کے والد ماجد حضرت سید مسکین شاہ بخاری رحمۃ اللہ الباری (م ۲۰۰۵ء/ ۱۴۲۶ھ) بھی ہر جمعرات کو فاتحہ دلواتے وقت اہل بیت اطہار کے ساتھ چہار یار کبار کے نام بھی ضرور لیتے تھے۔ مولانا غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمہ کے برادر مولانا محمد بخش صاحب علیہ الرحمہ کے ایک شعر پر اختتام کیا جاتا ہے جو آپ اکثر پڑھتے تھے:

حق ہے یہی خلیفہ حق چار یار ہیں
چاروں نبی کے یار ہیں فخرِ کبار ہیں

☆☆☆☆

ناصر الدین البانی کی کتاب

"سلسلة الاحادیث الصحیحة"

پر ایک نظر

﴿ابو اُسامہ ظفر القادری بکھروی﴾

==

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علوم احادیث میں جہاں اہل علم نے قابل ستائش خدمات انجام دیں اور حدیث کی تحقیق وتخریج میں طویل وقت صرف کیا۔ وہیں چند لوگ ایسے بھی سامنے آئے جنھوں نے احادیث پر عمل کرنے کے دعویٰ کے التزام میں ضعیف وموضوع روایت پر بھی عمل کرنے کو اپنی معراج سمجھ لیا ہے۔ چاہے اس روایت کا راوی متروک الحدیث، چور، زانی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ فاسقین سے بھی روایت حاصل کر کے اُسے حدیث کے نام سے موسوم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کے اس جال سے عام بھولے بھالے لوگ جو کہ حدیث کی تحقیق، جرح وتعدیل سے ناواقف ہیں وہ ان کے دام تزویر میں آسانی سے پھنس سکتے ہیں کہ یہ تو حدیث سے مسئلے کو ثابت کر رہے ہیں۔ اور اس کام کی ذمہ داری غیر مقلدین (اہلحدیث) کی جماعت نے اُٹھائی ہے جن کا عزم خود ساختہ اور جعلی حدیث کے جھانسہ میں عوام الناس کو راہ راست سے بھٹکانا ہے۔

انہی شخصیات میں غیر مقلدین کے ایک بڑے محقق جناب ناصر الدین البانی بھی ہیں۔ اور موصوف وہ طوفانی محقق ہیں کہ جن کی طوفانی تحقیق نے احادیث صحاح کی مستحکم ومضبوط سندوں کو متزلزل کر کے زمرہ صحاح سے نکال پھینکا اور واہی تباہی راویوں کی روایتوں کو یکجا کر کے کمزور سندوں والی حدیثوں کا ذخیرہ جمع کر دیا اور اسکا نام رکھا "سلسلة الاحادیث الصحیحة"۔

محقق ناصر الدین البانی نے محدثین وفقہاء کی قدیم روش سے ہٹ کر تحقیق کی ایک جدا راہ نکالی اور کتب صحاح کی احادیث کو دو حصوں میں بانٹ دیا، ایک احادیث صحیحہ جو قابل عمل ہیں دوسرے احادیث ضعیفہ جو مردود وباطل ہیں۔ جماعت غیر مقلدین میں ان کی بڑی پذیرائی ہوئی اور آج پوری جماعت میں ان کی تحقیق کا سکہ بڑی دھوم دھام سے رواں دواں ہے۔

تحقیق حدیث کے نام پر تحریف وتلبیس اور ائمہ حدیث، ماہرین فن، جرح وتعدیل کی روایات ثابتہ، ائمہ سے انحراف اور فکری کج روی کی ایک جھلک قارئین کی نذر کروں گا۔ ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ محقق موصوف نے تحقیق حدیث کے نام پر کس ہوشیاری وسفا کی کے ساتھ ان ضعیف راویوں کی روایات کو اپنی صحیح میں داخل کر دیا جن کے ضعف پر ائمہ حدیث کا اجماع ہے اور جن کو ائمہ فن نے نا قابل اعتبار واحتجاج، متروک، مردود تسلیم کیا ہے۔ البانی صاحب نے اپنی کتاب "سلسلة الاحادیث الصحیحة" میں درج ذیل ضعیف ومردود راویوں کی روایتوں کو درج کیا ہے کہیں احتجاج کے طور پر تو کہیں استشہاد ومتابعات کے طریقے پر۔

ان راویوں کے نام اور ساتھ میں البانی صاحب کی کتاب کا حوالہ لگا دیا گیا ہے ملاحظہ فرمایئے:

1) فرات بن السائب:

"سلسلة الاحادیث الصحیحة" ۱/۷۹

امام نسائی کتاب الضعفاء والمتروکین طبع بیروت رقم ۴۸۸ میں فرماتے ہیں: متروک الحدیث۔

اسی طرح امام بخاری علیہ الرحمہ نے "تاریخ الکبیر" ۷/۱۲۹، اور کتاب "والضعفاء والمتروکین رقم ۲۹۷ طبع بیروت" میں، ابن ابی حاتم نے "الجرح والتعدیل" ۷/۷۹ میں، امام ذہبی علیہ الرحمہ نے "المیزان" ۳/۳۴۰ میں متروک الحدیث لکھا ہے۔

2) جابر الجعفی:

"سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ" ۱/۸۷

۱) امام نسائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں! جابر بن یزید الجعفی متروک، کوفی، کتاب الضعفاء ۹۸ طبع بیروت۔

۲) اسی طرح یحییٰ بن معین التاریخ ۳/۲۸۶

۳) ابن حنبل فی "علله" ۱/۶۱ (۴) امام بخاری نے "تاریخ کبیر" میں ۱/۲۱۰، "تاریخ الصغیر" ۲/۹ والضعفاء الصغیر ۲۵ (۵) البسوی فی "معرفۃ والتاریخ" ۳/۳۶ (۶) العقیلی فی "الضعفاء الکبیر ترجمہ" ۲۴۰ (۷) ابن ابی حاتم فی "الجرح والتعدیل" ۱/۴۹۷

۸) ابن حبان فی "المجروحین" (۹) ابن عدی فی "الکامل فی الضعفاء" ۲/۵۳۷

۱۰) الدارقطنی فی "الضعفاء والمتروکین ترجمہ ۱۴۲ (۱۱) الذہبی فی "المیزان" ۱/۳۷۹

3) اصرم بن حوشب:

"سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ" ۱/۱۴۲

۱) امام نسائی نے کتاب الضعفاء والمتروکین ترجمہ ۷۲ کے تحت فرمایا متروک الحدیث۔

۲) ابن حنبل فی علله ۱/۲۴۲ (۳) البخاری فی "التاریخ الکبیر" ۱/۵۶ والتاریخ الصغیر ۲/۲۹۰ والضعفاء الصغیر ترجمہ نمبر ۲۱ (۴) العقیلی فی "الضعفاء الکبیر ترجمہ" ۱۴۲

۵) ابن ابی حاتم فی "الجرح والتعدیل" ۱/۳۳۶ (۶) ابن حبان فی المجروحین ۱/۱۸۱

(۷) ابن عدی فی "الکامل فی الضعفاء" ۱/۳۹۴

۸) الدارقطنی فی الضعفاء والمتروکین ترجمہ ۱۱۶ (۹) الذہبی فی "المیزان" ۱/۲۷۲

۱۰) ابن حجر عسقلانی فی اللسان المیزان ۱/۱۹۳

4) لیث بن ابی سلیم:

"سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ" ۲/۶۳۰، ۳/۲۹، ۵/۱۸

۱) امام نسائی فرماتے ہیں ضعیف دیکھئے الضعفاء والمتروکین ترجمہ ۵۱۱

اسی طرح درج ذیل محدثین نے بھی اسکو ضعیف قرار دیا ہے:

۱) یحییٰ بن معین فی "تاریخہ" ۲/۵۰۱ (۲) بخاری فی "التاریخ الکبیر" ۴/۲۴۶

۳) العقیلی والضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۵۶۹ (۴) ابن ابی حاتم فی "الجرح والتعدیل" ۳/۱۷۷ (۵) ابن حبان فی "المجروحین" ۲/۲۳۱

۶) ابن عدی فی "الکامل" ۶/۲۱۰۵ (۷) الذہبی فی المیزان ۳/۴۲۰

۸) ابن حجر عسقلانی فی التہذیب التہذیب ۸/۴۶۵ وفی تقریب ۲/۱۳۸

5) اسماعیل بن سلیمان الازرق التمیمی:

"سلسلة الاحادیث الصحیحۃ" ۲/۶۳۱

امام نسائی فرماتے ہیں! متروک الحدیث، دیکھئے: کتاب الضعفاء والمتروکین ترجمہ ۴۷ درج ذیل محدثین نے بھی اسماعیل بن سلیمان الازرق کو ضعیف قرار دیا ہے:

۱) یحییٰ بن معین فی "تاریخہ" ۳/۲۸۶ (۲) البخاری فی "التاریخ الکبیر" ۱/۳۵۷ ۳) الفسوی فی المعرفۃ والتاریخ ۳/۳۶

(۴) العقیلی فی الضعفاء الکبیر ترجمہ ۹۲ ۵) ابن ابی حاتم فی "الجرح والتعدیل" ۱/۱۷۶ ۶) ابن حبان "المجروحین" ۱/۱۲۰

(۷) ابن عدی "الکامل فی الضعفاء" ۱/۲۷۶ ۸) الدارقطنی فی "الضعفاء والمتروکین ترجمہ ۷۶ (۹) الذہبی فی "المیزان" ۱/۲۳۲

۱۰) ابن حجر عسقلانی فی "التہذیب" ۱/۳۵۴ وفی تقریب التہذیب ۱/۷۰

6) یزید بن ربیعہ الدمشقی:

"سلسلة الاحادیث الصحیحۃ" ۱/۷۷، ۲/۶۳۱

امام نسائی فرماتے ہیں! متروک الحدیث۔ دیکھئے: الضعفاء والمتروکین ترجمہ ۶۴۳۔

درج ذیل محدثین نے بھی ضعیف قرار دیا ہے:

۱) البخاری فی "التاریخ الکبیر ۴/۳۳۲ والتاریخ الصغیر ۲/۱۵۸ ۲) العقیلی فی الضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۹۸۹

(۳) ابن ابی حاتم فی الجرح والتعدیل ۴/۲۶۱ ۴) ابن حبان فی المجروحین ۳/۱۰۴ (۵) ابن عدی فی الکامل ۷/۲۷۱۴

۶) الدارقطنی فی "الضعفاء والمتروکین ترجمہ ۵۹۰ (۷) الذہبی فی "المیزان" ۴/۴۲۲ (۸) ابن حجر عسقلانی فی "اللسان المیزان ۶/۲۸۶

7) یحییٰ بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن موھب التیمی المدنی:

"سلسلة الاحادیث الصحیحۃ" ۲/۶۳۶

درج ذیل محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

۱) یحییٰ بن معین فی "التاریخ" ۳/۲۸۰ (۲) البخاری فی "التاریخ الکبیر" ۴/۲ و "تاریخ الصغیر" ۲/۲ "والضعفاء الصغیر" ۱۲۰

۳) العقیلی فی الضعفاء الکبیر ترجمہ ۲۰۴۰ (۴) ابن ابی حاتم فی "الجرح والتعدیل" ۴/۲/۱۶۷

۵) ابن حبان فی "المجروحین" ۳/۱۲۱ (۶) ابن عدی فی "الکامل" ۷/۲۲۵۹

۷) الذہبی فی "المیزان الاعتدال" ۴/۳۹۵ ۸) ابن حجر عسقلانی فی "التہذیب" ۱۱/۲۵۲ وفی "التقریب التہذیب" ۲/۳۵۳

8) عباد بن کثیر الرملی:

"سلسلة الاحادیث الصحیحۃ" ۲/۶۱۷

۱) امام نسائی فرماتے ہیں "لیس بثقة" درج ذیل محدثین نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

۲) یحییٰ بن معین فی "التاریخ" ۴/۸۶ ۳) البخاری فی "التاریخ الکبیر" ۲/۷۰ و "تاریخ الصغیر" ۲/۲ "والضعفاء الصغیر" ۹۱

۴) العقیلی فی الضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۳۹۶ ۵) ابن ابی حاتم فی "الجرح والتعدیل" ۳/۲۱۳

۶) ابن حبان فی "المجروحین" ۲/۱۸۹ (۷) ابن عدی فی "الکامل" ۵/۱۶۶۴

۸) الدارقطنی فی "الضعفاء والمتروکین ترجمہ ۳۴۴ ۹) الذہبی فی "المیزان" ۲/۳۸۵

۱۰) ابن حجر عسقلانی فی "التہذیب" ۵/۱۲۷ وفی "التقریب التہذیب" ۱/۳۹۸

9) اسماعیل بن عیاش:

"سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ" ۴/۵،۵/۲۱

۱) امام نسائی فرماتے ہیں: ضعیف، دیکھئے: "الضعفاء والمتروکین" ترجمہ ۳۴

درج ذیل محدثین نے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔

۲) البخاری فی "التاریخ الکبیر" ۱/۳۶۹ (۳) العقیلی فی الضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۰۲

۴) تہذیب الکمال ۳/۱۶۳ (۵) ابن ابی حاتم فی "الجرح والتعدیل" ۲/۱۹۱

۶) یحیٰی بن معین فی "التاریخ" ۲/۳۶ (۷) ابن عدی فی "الکامل فی الضعفاء" ۱/۲۸۸

۸) الذھبی فی "المیزان الاعتدال" ۱/۲۴۰

۹) ابن حجر عسقلانی فی "التقریب" ۱/۹۸ ترجمہ ۴۷۴ وفی "التھذیب" ۱/۳۲۱

10) قیس بن ربیع کوفی:

"سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ" ۴/۷

۱) امام نسائی فرماتے ہیں: "متروک الحدیث" الضعفاء والمتروکین ترجمہ ۴۹۹

دیگر محدثین نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ دیکھئے: درج ذیل کتب۔

۲) یحیٰی بن معین فی "التاریخ" ۲/۴۹۰ (۳) البخاری فی "التاریخ الکبیر" ۴/۱۵۶ ۴) العقیلی فی الضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۵۲۷

(۵) ابن ابی حاتم فی "الجرح والتعدیل" ۷/۹۶ ۶) ابن حبان فی "المجروحین" ۲/۲۱۸ (۷) ابن عدی فی "الکامل" ۶/۲۰۶۳

۸) الذھبی فی "المیزان الاعتدال" ۳/۳۹۳ ۹) ابن حجر "تہذیب التھذیب" ۸/۳۹۱ و"التقریب" ۲/۱۲۸

11) عبد الرحمن بن زیاد بن انعم الافریقی:

"سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ" ۴/۴۴۵

۱) امام نسائی فرماتے ہیں: "ضعیف" الضعفاء والمتروکین ترجمہ ۳۶۱

درج ذیل محدثین نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

۲) یحیٰی بن معین فی "التاریخ" ۲/۴۹۰ (۳) محمد بن عثمان فی "سوالاتہ" ترجمہ ۳۳۰

۴) البخاری فی "التاریخ الکبیر" ۳/۲۸۳ و"التاریخ الصغیر" ۲/۱۲۳ "والضعفاء الصغیر" ۷۰

۵) الفسوی فی "المعرفۃ والتاریخ" ۲/۴۳۳ (۶) العقیلی فی الضعفاء الکبیر ترجمہ ۹۲۷ (۷) ابن ابی حاتم فی "الجرح والتعدیل" ۲/۲۳۴

۸) ابن حبان فی "المجروحین" ۲/۵۰ (۹) ابن عدی فی "الکامل" ۴/۱۵۹۰ ۱۰) الدار قطنی فی "الضعفاء والمتروکین ترجمہ ۳۳۷

۱۱) الذھبی فی "المیزان الاعتدال" ۲/۵۶۲ (۱۲) المغنی ۲/۳۸۰ ۱۳) ابن حجر عسقلانی فی "تقریب التھذیب" ۱/۵۶۹ و"تہذیب" ۶/۱۷۳

12) نصر بن طریف ابوجزی:

"سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ" ۴/۴۴۶

۱) امام نسائی فرماتے ہیں: "متروک الحدیث" الضعفاء والمتروکین ترجمہ ۵۹۳

درج ذیل محدثین نے بھی اسکو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے:

۲)یحیی بن معین فی ''تاریخہ''۴/۹۱ (۳)محمد بن عثمان فی ''سؤالاتہ'' ترجمہ۳۷ ۴)احمد بن حنبل فی ''علله''۱/۵۳
۵)البخاری فی ''التاریخ الکبیر''۴/۱۰۵و''تاریخ الصغیر''۲/۱۵۷ ۶)الفسوی فی ''المعرفۃ والتاریخ''۲/۱۲۳
(۷)العقیلی فی الضعفاء الکبیر ترجمہ۱۸۴۹ ۸)ابن ابی حاتم فی ''الجرح والتعدیل۴/۳۶۶
۹)ابن عدی فی الکامل ۷/۲۴۹۶وفی المجروحین ۳/۵۲ ۱۰)دارقطنی فی الضعفاء والمتروکین ترجمہ۵۴۴ (۱۱)ابن حجر فی اللسان المیزان ۶/۱۵۵

13)عبد الله بن خراش:

''سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ''۵/۴۴۶

۱)امام نسائی فرماتے ہیں ''لیس بثقۃ'' الضعفاء والمتروکین ترجمہ۳۲۶
اسکے علاوہ درج ذیل محدثین نے اسکو ضعیف قرار دیا ہے۔
۲)امام بخاری ''تاریخ الکبیر''۳/۸۰ ۳)العقیلی نے ''الضعفاء الکبیر ترجمہ۷۹۷ میں
۴)ابن عدی نے ''الکامل''۴/۱۵۲۵ میں الذہبی نے ''المیزان''۲/۴۲۳ میں

14)الربیع بن صبیح البصری:

''سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ''۶/۲۲۷

اسکے ضعف کے لیے دیکھئے درج ذیل کتب۔
۱)یحیی بن معین فی ''تاریخہ''۴/۹۱ ۲)البخاری فی ''التاریخ الکبیر''۱/۲۷۸والضعفاء والمتروکین ترجمہ۱۱۹
۳)العقیلی فی الضعفاء الکبیر ترجمہ۴۸۳ ۴)ابن حبان فی ''المجروحین''۱/۲۹۶
۵)الذہبی فی ''المیزان''۲/۴۱ (۶)ابن حجر عسقلانی فی ''التہذیب''۳/۲۴۷وفی ''التقریب التہذیب''۱/۲۴۵

15)اسماعیل بن مسلم مکی:

''سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ''۶/۵۰۵

۱)امام نسائی فرماتے ہیں: ''متروک الحدیث'' الضعفاء والمتروکین ترجمہ۳۶
درج ذیل محدثین نے بھی اسکو ضعیف قرار دیا ہے۔
۲)یحیی بن معین فی ''تاریخہ''۴/۷۰ ۳)البخاری فی ''التاریخ الکبیر''۱/۳۷۲و''تاریخ الصغیر''۲/۸۴''والضعفاء الصغیر''۱۷
۴)الفسوی فی ''المعرفۃ والتاریخ''۳/۲۶ ۵)العقیلی فی الضعفاء الکبیر ترجمہ۱۰۴
(۶)ابن أبی حاتم فی الجرح والتعدیل ۱/۱۹۸ ۷)ابن حبان فی ''المجروحین ۱/۱۹۸
(۸)ابن عدی ''الکامل فی الضعفاء ۱/۲۷۹ ۹)الدارقطنی فی ''الضعفاء والمتروکین'' ترجمہ۷۷
۱۰)الذہبی فی ''المیزان الاعتدال''۱/۲۴۸ ۱۱)ابن حجر عسقلانی فی تقریب ۱/۹۹وتہذیب ۱/۳۳۱
۱۲)''تہذیب الکمال''۳/۱۹۸ ترجمہ۴۸۳

مسائل دینیہ:

نیم عریاں اور فساق، فجار کے مخصوص لباس کی ممانعت

لاٹری اور انعامی بانڈ وغیرہ کا شرعی حکم

کیا یہود و نصاریٰ کو مومن کہہ سکتے ہیں؟

مسئلہ سیاہ خضاب

داڑھی منڈانے والے امام کے پیچھے نماز کا حکم

===(محقق دوراں جناب حافظ نصر اللہ صاحب آسوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نیم عریاں اور فساق، فجار کے مخصوص لباس کی ممانعت اور کراہت: لباس کا مقصد ستر ڈھانپنا اور زینت ہے۔تاہم ایسا لباس پہننا ممنوع ہے جس سے لباس پہن کر بھی انسان عریاں دکھائی دے، علامہ شامی نے لکھا ہے: جسم کے جن اعضاء کا ستر واجب ہے اگر کپڑوں سے ان اعضاء کی ساخت اور ابھار دکھائی دے تو ان کو دیکھنا بھی ممنوع ہے۔(ردالمحتار ج ۵ ص ۳۲۱) آج کل فیشن زدہ لوگ کسی ہوئی پتلونیں پہنتے ہیں اور قمیص پتلون کے اندر کی ہوئی ہوتی ہے، جس سے ان کی سرین کی ساخت اور ابھار نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔اس قسم کا لباس پہننا جائز نہیں ہے، نیز لباس کی جو قسم فجار کے ساتھ خاص اور ان کی علامت اور ان کا شعار ہو، اس کا پہننا مکروہ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص کسی گروہ کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا اسی گروہ میں شمار ہوگا۔(ابوداود 4031، مشکوٰۃ 4347، شرح مسلم سعیدی ج ۶ ص ۳۷۵) پتلون اور شرٹ پہننے والے جب سجدے میں جاتے ہیں تو ان کی کمر بھی ننگی ہو جاتی ہے اور ناف سے لیکر گھٹنے تک کا حصہ چھپانا فرض ہے اور اس حصے کی طرف کسی کا دیکھنا بھی حرام ہے اور جب ان کی کمر ننگی ہو جاتی ہے تو ان کی نماز بھی نہیں ہوتی۔ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ لمبی قمیص پہن کر نماز پڑھیں اور اوپر چادر اوڑھ لیا کریں

لاٹری اور انعامی بانڈ وغیرہ کا شرعی حکم: لاٹری، معمہ بازی، ریس کورس میں گھڑ دوڑ، تاش شطرنج، کیرم اور دیگر کھیلوں میں ہار جیت پر رقمیں لگانا، کرکٹ، فٹ بال اور سکوائش وغیرہ کے ملکی اور بین الاقوامی کھیلوں میں سٹہ کھیلنا یہ سب قمار اور میسر (جوا) ہیں، گناہ کبیرہ اور حرام قطعی ہیں، انعامی بانڈز پر جو انعامی رقم ملتی ہے وہ جائز ہے، قمار نہیں کیونکہ اس میں کسی فرد کی رقم ضائع نہیں ہوتی، ہر شخص جب چاہے اپنے بانڈز کو بینک سے کیش کروا سکتا ہے، اس میں خریداری کی ترغیب دینے کے لئے بعض نمبروں پر حکومت انعام کی رقم کا اعلان کرتی ہے۔اس کی مثال ایسے ہے جیسے بعض صابن ساز ادارے یا ٹوتھ پیسٹ بنانے والے کوئی اسکیم جاری کرتے ہیں اور خریداروں کو کوئی اضافی چیز انعام میں دیتے ہیں یا بعض ٹھنڈے مشروبات والے بوتل کے بعض ڈھکنوں پر انعامی رقم رکھتے ہیں۔(تفسیر تبیان القرآن ج ۱ ص ۷۷۸)

قمار (جوئے) کی تعریف: علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں: ہر وہ کھیل جس میں یہ شرط ہو کہ مغلوب کی کوئی چیز غالب کو دی جائے گی قمار ہے۔(التعریفات)

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: جوئے کو قمار اس لئے کہتے ہیں کہ جوا کھیلنے والوں میں سے ہر ایک اپنا مال اپنے ساتھی کو دینے اور اپنے ساتھی کا مال لینے کو (شرط کے ساتھ) جائز سمجھتا ہے۔اور یہ نص قرآن سے حرام ہے اور اگر صرف ایک جانب سے شرط لگائی جائے تو جائز ہے۔(ردالمحتار ج ۵ ص ۲۵۸)

یہود و نصاریٰ کو مومن کہنا کفر ہے:

س کیا یہود ونصاریٰ کو مومن کہہ سکتے ہیں؟

ج یہود ونصاریٰ کو مومن کہنا کفر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی لاریب کتاب میں کافر کہا ہے۔ تو جن کو رب تعالیٰ کافر کہے ان کو مومن کہنا قرآن کا انکار ہے۔ اور قرآن کا انکار کفر ہے۔ صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے، اگر چہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا۔ تا وقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو۔ مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنادیتا ہے خاتمہ پر بنا روزِ قیامت اور ظاہر پر مدارِ حکمِ شرع ہے۔ اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر مثلاً یہودی یا نصرانی یا بت پرست مر گیا تو یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کفر پر مرا مگر ہم کو اللہ و رسول کا یہی حکم ہے کہ اسے کافر ہی جانیں۔ اس کی زندگی میں اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے لئے ہیں۔ مثلاً میل جول، شادی بیاہ، نماز جنازہ، کفن دفن جب اس نے کفر کیا تو فرض ہے کہ ہم اسے کافر ہی جانیں اور خاتمہ کا حال علمِ الٰہی پر چھوڑ دیں۔ جس طرح جو ظاہر مسلمان ہو اور اس سے کوئی قول و فعل خلاف ایمان نہ ہو، فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی جانیں اگر چہ ہمیں اس کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں۔ (بہارشریعت حصہ اول ص ۳۶)

قرآن میں اہل کتاب کو کافر کہا گیا ہے: جو بھی اہل کتاب نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد ایمان نہیں لائے گا وہ کافر اور جہنمی ہے۔

آیت نمبر ۱: ﴿وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾

اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا تو انہوں نے ان کے ساتھ کفر کیا سو کافروں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (سورہ بقرہ آیت ۸۹ پارہ ۱ رکوع ۱۱) اس آیہ کریمہ میں یہودیوں کو کافر کہا گیا ہے جو اہل کتاب ہیں۔ اب جو ان کو مومن کہتا ہے وہ اس آیت کا منکر ہے۔

امام جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: امام ابو نعیم نے ,,دلائل النبوۃ،، میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سیدنا محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہود کفار کے خلاف جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کرتے تھے: اے اللہ! ہم نبی امی کے وسیلہ سے تجھ سے نصرت طلب کرتے ہیں تو ہماری مدد فرما۔ تو ان کی مدد کی جاتی اور جب وہ نبی آ گئے جن کو وہ پہچانتے تھے تو انہوں نے ان کا کفر کیا۔ (تفسیر الدرالمنثور ج ۱ ص ۸۸)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس امت میں سے کوئی یہودی یا عیسائی میرا نام سن لے پھر وہ ایمان لائے بغیر مر جائے اس پر جو مجھے دے کر بھیجا گیا مگر وہ دوزخی ہے۔ (مسلم حدیث 153 مشکوٰۃ حدیث 10)

آیت نمبر ۲: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔ (سورۃ البینۃ آیت ۶ پارہ نمبر ۳۰)

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یعنی مشرکین اور اہل کتاب چونکہ اصل کفر میں برابر ہیں، لہٰذا اصل سزا یعنی دوزخ کی ہمیشگی میں بھی برابر ہوں گے، اگر چہ نوعیت کفر میں فرق ہونے کی وجہ سے نوعیت عذاب میں فرق ہوگا، کہ کوئی دوزخ کے اونچے طبقے اور ہلکے عذاب میں، اور کوئی نیچے طبقے کے سخت عذاب میں۔ یعنی سارے اہل کتاب باوجود عالم ہونے اور اولادِ انبیاء ہونے کے اور سارے مشرکین مکہ باوجود خادمِ کعبہ ہونے اور اولادِ ابراہیم ہونے کے ساری مخلوق کتے وسور، نجاسات وغیرہ سے بدتر ہیں، کہ ان ہی کے لئے دوزخ ہے ان ہی پر اللہ و ساری مخلوق کی لعنت ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

آیت نمبر۳: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے۔(سورہ المائدہ آیت 17-72-پارہ نمبر 6)

خیال رہے کہ بعض عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے تھے اور بعض خدا کا بیٹا اور بعض تین معبودوں میں سے ایک۔ اللہ نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا۔ جب اللہ ان کو کافر کہہ رہا ہے تو کس میں ہے ان کی جرأت میں ہے ان کو مومن ثابت کر سکے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے والے کون تھے؟ عیسائی، حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے والے کون تھے؟ یہودی، جیسا کہ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے ﴿اور یہودی بولے عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔(سورہ التوبہ آیت ۳۰ پارہ ۱۰) اور اللہ نے ایسے لوگوں کو کافر کہا ہے ارشاد فرمایا: بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے۔(سورہ المائدہ آیت 17-72-پارہ نمبر 6) اب جن کو رب تعالیٰ کافر کہے ان کو مومن کہنے والا کون؟ لوگ کہتے ہیں فلاں عالم یہود و نصاریٰ کو مومن کہتا ہے تو وہ لوگ یاد رکھیں جو اللہ رسول کے مقابلہ میں کسی عالم کی بات کو مانتا ہے تو وہ اسے صرف عالم نہیں مانتا بلکہ رب مانتا ہے ایسوں لوگوں کی رب تعالیٰ نے قرآن میں تردید کی ہے۔ ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا ہے۔﴾(سورہ التوبہ آیت ۳۱ پارہ ۱۰) معلوم ہوا کہ اللہ رسول کے مقابلے میں جس کی دینی اطاعت کی جائے گویا اسے رب بنالیا گیا۔

حدیث: حضرت عدی بن حاتم نے نبی کریم سے یہ آیہ کریمہ سنی تو عرض کیا: ہم ان کی عبادت نہیں کرتے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام نہیں کہتے تو تم بھی انہیں حرام کہتے ہو، اور کیا وہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال نہیں کہتے اور تم بھی انہیں حلال کہتے ہو۔ میں نے کہا کیوں نہیں یعنی حلال و حرام کہنے میں ہم ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی ان کی عبادت ہے۔(احمد، ترمذی)

اللہ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ایسے بے دین مولویوں کے شر سے بچائے جنہیں نے جھوٹی شہرت حاصل کرنے اور ہردلعزیز بننے کی خواہش نے ان کا ایمان داؤ پر لگا دیا ہے اور مسلمانوں کو عیسائیوں کے طریقہ پر چلا دیا ہے خدا ایسی اندھی تقلید اور شخصیت پرستی سے بچائے جو ایمان کو ضائع کردے۔ علم حق و باطل کا معیار نہیں حق و باطل کا معیار انعام یافتہ گروہ ہے، جس میں صالحین اولیاء کرام اور اکابر اہل سنت ہیں اگر علم حق و باطل کا معیار ہوتا تو دیوبندیوں کے پاس علم کم نہیں اور علم تو یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس بھی ہے، شیطان کے پاس علم کم نہیں تھا بلکہ دیوبندی تو یہاں تک کہتے ہیں۔ شیطان کے علم کی وسعت نص قطعی سے ثابت ہے۔(براہین قاطعہ، خلیل احمد ص ۵۵) اگر تم نے علم ہی دیکھنا ہے تو پھر شیطان اور دیوبندیوں کو کافر کیوں کہتے ہو قاسم نانوتوی نے کہا کہ اگر حضور ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آ جائے تو آپ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آئے گا تو کیا تم اس کی بات کو اس لئے تسلیم کرلو گے کہ وہ بہت بڑا عالم تھا یا رجیکٹ کردو گے کہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے؟ معلوم ہوا کہ علم کے ساتھ ایمان اور ادب بھی دیکھا جاتا ہے۔ جو بات قرآن و سنت کے خلاف ہو وہ رد کردی جائے گی چاہے کتنے بڑے عالم نے کہی ہو۔ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے کسی مولوی کا کلمہ نہیں پڑھا ہم کسی مولوی کو معصوم نہیں مانتے ہیں معصوم صرف فرشتے اور انبیاء کرام ہیں۔ تو جو مولوی کی ہر غلط بات کو علم کی بنا پر تسلیم کر رہا ہے تو وہ اچھی طرح جان لے اور کان کھول کر سن لے قرآن اور حدیث کی رو سے وہ اپنے مولوی کی عبادت کر رہا ہے۔ کل قیامت کو مت کہنا ہمیں کسی نے بتایا نہیں تھا؟

اندازِ بیاں گرچہ شوخ نہیں ہے میرا ۔۔۔ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

یہ لوگ عجیب موقف اختیار کئے ہوئے ہیں کبھی کہتے ہیں اہل کتاب یہود و نصاریٰ مومن ہیں اور کبھی کہتے ہیں ہم انہیں دعوتِ اسلام دینے کے لئے قریب کرتے ہیں اور انہیں اپنی تقریبات میں مدعو کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے اگر یہ مومن ہیں تو انہیں دعوتِ اسلام کیسے دو گے وہ تو پہلے ہی مومن ہیں اور اگر یہ کافر ہیں تو انہیں مومن کیسے کہتے ہو؟ منافقوں کا طریقہ چھوڑ کر قرآن کے طریقہ پر چلتے ہوئے انہیں کافر تسلیم کر کے پھر انہیں دعوت دی

جا سکتی ہے۔

دورنگی چھوڑ کر یک رنگ ہوجا　　　　سراسر موم یا سنگ ہوجا

آیت نمبر ٤: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا اور اگر وہ اپنی بات سے باز نہ آئے تو جو ان میں کافر مریں گے تو ان کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا ۔(سورہ المائدہ آیت-73-پارہ نمبر6)

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: عیسائیوں میں فرقہ مرقوسیہ اور نسطوریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ الٰہ تین ہیں: باپ، بیٹا اور روح القدس، اللہ کو باپ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا حضرت جبریل علیہ السلام کو روح القدس کہتے ہیں۔ بعض عیسائی حضرت مریم کو بجائے روح القدس کے خدا مانتے ہیں۔ تثلیث کا یہی مطلب ہے۔ یعنی یہ سب کافر ہیں، لیکن جو مرتے وقت تک کافر رہیں گے وہ اس عذاب کے مستحق ہوں گے، کیونکہ خاتمہ کا اعتبار ہے لہٰذا چاہئے کہ جلد توبہ کریں۔ (تفسیر نور العرفان)

آیت نمبر ٦-٥: ﴿ قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيَاتِ اللهِ ﴾ اے محبوب فرمادیجئے! اے اہل کتاب تم اللہ کی آیتوں سے کفر کیوں کرتے ہو۔ (سورہ آل عمران آیت ۹۸ پارہ:۴) ﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كَافِرِيْنَ ﴾ اے ایمان والو اگر تم اہل کتاب میں سے کسی گروہ کا کہنا مانو گے تو تمہارے ایمان کے بعد وہ پھر تمہیں کافر بنا دیں گے۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۰۰ پارہ:۴)

مفتی محمد اشرف القادری نیک آبادی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: مذکورہ بالا پہلی آیت میں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل کتاب کے بارے میں فرمایا کہ وہ "Non Believers" کفار ہیں یہ آیت اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ کے کافر ہونے کے بارے میں نص قطعی ہے اس آیت کریمہ سے بغیر کسی استدلال وغور وفکر کے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ یہ عیسائی اہل کتاب ہونے کے باوجود "Non Believers" کفار ہی ہیں۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا: کہ اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب یہود ونصاریٰ کی بات مانو گے وہ خود تو "Non Believers" کفار ہی ہیں تمہیں بھی "Non Believers" (کافر) بنا دیں گے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر یہودیوں اور عیسائیوں کو اہل کتاب کے خطاب سے نوازنے کے باوجود ان کے ایمان کی نفی اور کفر کا اثبات کیا ہے ۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہودی اور عیسائی اعلان نبوت کے بعد بھی مؤمن ہی تھے تو انہیں دعوت ایمان دینے کی کیا ضرورت تھی۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعوت اسلام دی ان میں سے ایک ایک گروہ مومنین میں شامل ہو گئے اور بہت سے انکار کر گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ جہاد بھی فرمایا حالانکہ مؤمنین کے ساتھ لڑائی کو جنگ وجدل اور قتل وغارت تو کہا جا سکتا ہے لیکن جہاد ہرگز نہیں کہا جا سکتا اگر وہ مؤمنین ہی میں شامل تھے، تو انہیں ایمان کی دعوت دینا تحصیل حاصل ہونے کی وجہ سے لغو اور بے مقصد ہوتا اور ان کے ساتھ جہاد وقتال بھی ناجائز ہوتا۔ اگر وہ اہل ایمان ہی تھے تو اللہ تعالیٰ یوں ارشاد نہ فرماتا۔

آیت نمبر ۷: يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔ (سورۃ المائدہ آیت:۵۱)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کو مؤمنین سے جدا بیان کر کے مومنین کو ان کی دوستی سے منع فرمایا ہے۔ اگر یہود ونصاریٰ بھی مؤمنین میں داخل ہوتے تو ان کی دوستی سے منع نہ کیا جاتا کیونکہ مومنین تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جیسا کہ سورہ حجرات آیت:۱۰ میں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ

نے آیت کے آخر میں ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ فرما کر واضح کر دیا کہ مومنین اہل کتاب سے جدا ہیں اور جب تک وہ اہل کتاب سے دوستی کی پینگیں نہیں بڑھائیں گے وہ جدا رہیں گے اور جب مومنین کے دلوں میں ان کی محبت پیدا ہو گئی وہ بھی انہی میں سے ہو جائیں گے۔

آیت نمبر ۸: وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا بہت سے اہل کتاب چاہتے ہیں کہ ایمان لانے کے بعد پھر تمہیں (اے مومنو) کفر کی طرف لوٹا دیں۔ (سورہ البقرہ آیت ۱۰۹ پارہ ۱)

یہ آیت اہل کتاب کے کافر ہونے پر دلیل ہے کیونکہ جو آدمی اس بات کو پسند کرے کہ فلاں آدمی کافر ہو جائے وہ کافر ہو یا نہ ہو، پسند کرنے والا اگر مومن تھا تو فوراً کافر ہو جائے گا۔ اس قسم کی بیسیوں آیات پیش کی جا سکتی ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے جب قطعی دلائل سے ثابت ہو گیا کہ یہود و نصاریٰ باوجود اہل کتاب ہونے کے "Non Belieavers" ہیں تو جو آدمی ان دلائل قطعیہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے خواہ مخواہ انہیں "Belieavers" میں شمار کرے اس کا حکم شرعی کیا ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر قائل نے دانستہ طور پر بقائمی ہوش و حواس یہ الفاظ کہے یا تحریر لکھی تو قرآن مجید کی آیت وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔ (سورۃ المائدہ آیت ۵۱) کا پورا پورا مصداق ہے۔ نیز یہ کہ قائل کے اس قول مردود سے قرآن مجید کی متعدد صریح اور واضح آیات کا انکار لازم آتا ہے جو باجماع امت کفر ہے۔ ایسا کہنے والا کافر ہے۔ چنانچہ امام قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں: اگر کوئی مسلمان قرآن مجید یا مصحف شریف یا اس میں کسی چیز کا استخفاف کرے، اسے گالی دے، قرآن مجید یا اس کے کسی حرف یا آیت کا انکار کرے، قرآن مجید کی یا اس میں سے کسی چیز کی تکذیب کرے، کسی حکم یا خبر کو جھٹلائے، قرآن مجید میں جس کا صراحۃً بیان ہوا ہے تو اہل علم کے نزدیک ایسا آدمی باجماع امت کافر ہے۔ فقط۔ (ماہنامہ اہل سنت ستمبر ۲۰۰۹ء)

داڑھی منڈانے والے امام کے پیچھے نماز کا حکم

س کن لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے؟

علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی صاحب لکھتے ہیں:

ج فاسق معلن عملی جو کھلم کھلا، اعلانیہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو۔ داڑھی مونڈنے والا، مونڈانے والا اور حد مسنون ایک مشت سے کم کرنے والا۔ سود لینے دینے والا۔ ائمہ اربعہ کی تقلید کا انکار کرنے والا اگر انکار نہ کرے تو اس کے عقائد کا درست ہونا اولین شرط ہے، محض تقلید کا اعتراف کافی نہیں مثلاً دیوبندی وغیرہ۔ سیدنا حضرت علی کو سیدنا ابوبکر اور عمر سے افضل جاننے والا۔ حضرت امیر معاویہ حضرت ابوسفیان حضرت عمرو بن العاص یا کسی صحابی کا انکار، توہین اور بے قدری اور بے ادبی کرنے والا ان کی امامت میں نماز مکروہ تحریمی اگر پڑھی جائے تو دہرانا ضروری ہے۔ (بدمذہب کے پیچھے نماز، از علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی ص ۴۴)

علامہ محمد حسن فخری صاحب لکھتے ہیں: امام مقرر کرتے وقت یہ خیال رکھیں کہ درج ذیل لوگ فاسق معلن ہیں ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے۔ زانی۔ شرابی۔ جواری۔ جھوٹا۔ دھوکا باز۔ بددیانت۔ سود خور۔ چغل خور و دیگر گناہ کبیرہ بالاعلان اور سر عام کرنے والا نیز داڑھی منڈانا، کترانا اور حد شرع سے کم کرانا یا ایک مشت سے کم کرانا حرام و فسق ہے ایسے فاسق معلن کی امامت ممنوع ہے ایسے شخص کو امام بنانے والے گنہگار ہوں گے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم قرۃ العین ص 351) تاہم چار انگل یعنی قبضہ بھر سے زائد بالوں کو کاٹ دینے میں کوئی حرج نہیں

فتویٰ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ: کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ امامت کس کس شخص کی جائز ہے اور کس کس کی ناجائز اور مکروہ؟

الجواب قراءت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں یا وضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہ ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو، جیسے تفضیلیہ کہ مولا علی کو شیخین سے افضل بتاتے

ہیں یا تفسیقیہ کہ بعض صحابہ کرام مثل امیر معاویہ وغیرہ کو برا کہتے ہیں ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمہ مکروہ ہے کہ انہیں امام بنانا حرام اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ، اور جتنی پڑھی ہوں ان سب کا پھیرنا واجب۔ اور انہیں کے قریب ہے فاسق معلن، مثلاً داڑھی منڈا، یا خشخاشی رکھنے والا، یا کتروا کر حد شرع سے کم کرنے والا یا سود خور یا ناچ دیکھنے والا۔ (احکام شریعت ص 144)

حضرت علامہ مفتی اشرف صاحب آف گجرات کا فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں داڑھی منڈانا یا کٹوا کر حد شرع سے کم کرنا کیسا ہے اس کے لئے کیا وعید ہے؟ کیا ایسے آدمی کو نماز پنجگانہ یا نماز تراویح کا امام مقرر کرنا جائز ہے؟

ایک حافظ قرآن داڑھی منڈانے والے نے وعدہ کیا کہ آئندہ داڑھی نہیں منڈاؤں گا۔ شرع کے مطابق داڑھی مکمل کروں گا۔ تو ہم نے اس کے پیچھے نماز تراویح ادا کر لی۔ لیکن رمضان گذرنے کے بعد وہ خشخشی داڑھی کرواتا رہا۔ اب اگر وہ دوبارہ توبہ کرے تو کیا اس کے پیچھے نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

ج داڑھی حد شرعی یعنی مشت بھر تک بڑھانا واجب ہے۔ یہ نہ صرف نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتِ دائمہ ہے۔ داڑھی منڈانا یا ترشوا کر حد شرع سے کم کرنا ممنوع و حرام ہے۔ اس کا مرتکب حکم خدا و رسول سے بیزار، ابلیس کے بہکاوے میں گرفتار بحکم حدیث موجب لعنت ہے۔ ابلیس جب مردود بارگاہ الٰہی ہوا تو کہنے لگا ﴿ میں ضرور بالضرور لوگوں کو گمراہ کروں گا اور انہیں امیدیں اور آرزوئیں دلاؤں گا۔ انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور بالضرور جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں گے۔ اور میں انہیں حکم دوں گا فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللهِ تو وہ ضرور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کریں گے۔ (سورۃ النساء:۱۱۹)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللهِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تخلیق خداوندی میں تبدیلی سے مراد چہرے کی صورت کو بدل ڈالنا یا اس کی صفت کو۔ (تفسیر مظہری)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: داڑھی منڈانا بھی اس میں داخل ہے کہ یہ تغییر خلق اللہ ہے۔ جیسے عورت کا سر منڈانا حرام ہے، ایسے ہی مردوں کو داڑھی منڈانا۔ (تفسیر نور العرفان) کتب حدیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں دو غیر مسلم حاضر ہوئے داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور فرمایا: تمہاری بربادی ہو، تمہیں کس نے یہ حکم دیا؟ بولے ہمارے رب یعنی خسرو پرویز لعین نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن مجھے میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم دیا ہے۔ (تاریخ الخمیس ج ۲ ص ۳۵)

مسلمانوں جائے عبرت ہے بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے والے غیر مسلم تھے، ابھی تک اسلام نہ لائے تھے، احکام شرع سے واسطہ نہ تھا، ان کے داڑھی منڈے چہروں کو آپ ﷺ نے دیکھنا بھی گوارا نہ کیا، تو جو مسلمان حکم خدا و رسول سے آگاہ ہونے کے باوجود داڑھی منڈائے یا تراش کر حد شرع سے کم کرادے، اس کا یہ فعل کس قدر رسول اللہ ﷺ کی اذیت کا باعث ہوگا؟ ایسا نہ ہو قبر و حشر میں ایسوں سے حضور ﷺ رخ انور ہی پھیر لیں۔ جس سے رسول اللہ ﷺ رخ انور موڑ لیں، اس کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خالفوا المشرکین احفوا الشوارب وو فرو اللحیۃ مسلمانو! مشرکوں کی مخالفت کرتے ہوئے مونچھیں پست رکھو اور داڑھیوں کی مقدار وافر رکھو۔ بخاری کتاب اللباس 5892

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احفوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تشبھوا بالیھود مونچھیں پست رکھو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور یہود کی صورت نہ بناؤ۔ (شرح معانی الآثار کتاب الکراہیہ باب حلق الشارب) اس قسم کی درجنوں حدیثیں ہیں جن میں داڑھیاں بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ کتب حدیث، کتب سیر اور کتب فقہ سے یہ بات ثابت ہے کہ بڑھانے سے مراد کم از کم مشت بھر بڑھانا ہے۔ خود سرکار دو عالم ﷺ داڑھی مبارک سینہ اقدس تک پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ قاضی عیاض فرماتے ہیں: ریش مبارک گھنی سینہ منور کو بھرے ہوئے تھی

(الشفاء) جبکہ بعض صحابہ کرام مشت بھر سے زائد داڑھی کاٹ دیا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جتنی زیادہ ہوتی اُسے کٹوا دیتے۔ بخاری

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے درآں حالانکہ ان کی ڈاڑھی کے بال منتشر تھے راوی کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: کاش تم (یہ بال) کم کرلو اور ان کے اطراف کی طرف اشارہ کیا۔ (مسند امام اعظم ص ۳۲۳) مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا پنی داڑھی مبارک کو مٹھی میں پکڑ کر زائد بالوں کو کاٹ لیا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الحظر والاباحۃ باب ما قالوا من اللحیۃ)

حضرت عطا ابن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے تو ایک شخص سر اور داڑھی بکھیرے آیا تو اُس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا گویا آپ ﷺ اُسے اپنے بال اور ڈاڑھی کی درستی کا حکم دے رہے تھے چنانچہ اُس نے (بالوں کو درست) کر لیا پھر واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الیس ھذا خیر من أن یاتی احدکم وھو ثائر الراس کأنّہ شیطان کیا یہ اس سے بہتر نہیں کہ تم میں سے کوئی شیطان کی طرح سر بکھیرے ہوئے آئے۔ (مالک 949 مشکوۃ 4486)

توضیح :- اعفاء کے معنی ہیں بڑھانا زیادہ کرنا، اسی طرح وفروا کا بھی یہی معنی ہے کفار کی مخالفت کو حضور ﷺ نے مقرر فرمادیا کہ ڈاڑھی بڑھا کر ان کی مخالفت کرو اگر کسی جگہ کفار داڑھی رکھتے ہوں جیسے ہمارے ہاں سکھ تو ان کی مخالفت میں داڑھی منڈانا حرام ہے کہ مخالفت کو حضور ﷺ نے مقرر فرمادیا ہے یہ بھی خیال رہے کہ ایک مُشت داڑھی قرآن مجید سے بھی ثابت ہے حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا ﴿لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ﴾ (سورۃ طہٰ آیت ۹۴ پارہ ۱۶ رکوع ۱۵) میری ڈاڑھی نہ پکڑو معلوم ہوا کہ آپ کی ڈاڑھی اتنی تھی کہ پکڑنے میں آجائے وہ مٹھی بھر ہی ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حدیث میں ہے کہ وہ بھری داڑھی والے تھے (مراۃ شرح مشکوۃ ج ۶ /۱۴۸) معلوم ہوا کہ مشت بھر داڑھی سنت انبیاء ہے۔

شارح بخاری علامہ عینی لکھتے ہیں: داڑھی کی حد میں متقدمین کا اختلاف ہے کہ جب داڑھی طولاً قبضہ سے بڑھ جائے اور عرضاً پھیل جائے تو یہ قبیح ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اپنی داڑھی کو چھوڑا ہوا تھا آپ نے اُس کی داڑھی کو کھینچا اور کہا میرے پاس قینچی لاؤ، پھر ایک شخص سے کہا اس کے ہاتھ کے نیچے جو داڑھی ہو اس کو کاٹ دو، پھر فرمایا جاؤ اپنے بالوں کو سنوار دیا خراب کرو تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو اس طرح چھوڑ دیتا ہے جیسے وہ درندوں میں سے ایک درندہ ہو۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۴۶-۴۷-شرح مسلم سعیدی-۶/۳۳۶) (داڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے)

حاصل کلام یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی داڑھی بڑھائی اور امت کو بڑھانے کا حکم دیا اور منڈانے والوں سے چہرہ پھیر لیا اور صحابہ کرام کے عمل سے اس کی کم از کم مقدار مشت بھر متعین ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ رسول تمہیں جو کچھ (حکم) دیں اسے اختیار کرو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ (سورۃ الحشر: ۷)

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر فرماتے ہیں: حلق اللحیۃ مثلۃ داڑھی کا مونڈنا مثلہ ہے۔ (ہدایہ شریف) اس کی شرح میں علامہ عینی لکھتے ہیں: والمثلۃ حرام اور مثلہ حرام ہے۔ بنایہ شرح ہدایہ

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں: داڑھی کو کاٹ کر مشت بھر سے کم کردینا جیسا کہ بعض مغرب زدہ یعنی انگریزوں کی تقلید کرنے والے زنانہ وضع اپنانے والے مرد کرتے ہیں، کسی کو بھی جائز نہیں، اور داڑھی سرے سے ختم کردینا، یہ ہندوستان کے یہودیوں اور مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ (درمختار باب، یفسد الصوم ج 2 ص 418) داڑھی منڈانے یا حد شرع سے کم کرنے والا شرعاً فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ فقیہ اعظم محمد نور اللہ نعیمی لکھتے

ہیں: داڑھی منڈانے والا فاسق اور گنہگار ہے، منصبِ امامت کے لائق نہیں۔ (فتاویٰ نوریہ کتاب الصلاۃ، باب الامامہ)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی فرماتے ہیں: ,,داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین ہے، منڈانا یا ایک بالشت سے کم کرنا حرام ہے۔ لہٰذا جو حفاظ ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے کے عادی ہیں وہ فاسق ہیں، ایسے حفاظ کو امامت کرنا جائز نہیں۔ اگر وہ لوگ امامت سے باز نہ آئیں، تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کو امامت سے روکیں۔ اسلئے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئی ہیں۔ خواہ فرض ہوں یا سنت، ان کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اگر دوبارہ نہیں پڑھیں گے تو گنہگار ہوں گے۔،، (فتاویٰ فیض الرسول کتاب الصلاۃ، باب الامامہ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: ,,داڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں، ہندوؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے اور داڑھی کو ایک مشت تک بڑھانا واجب ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ا ص ۲۱۲)

اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خاں رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ,,داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم کرنے والا فاسق ہے۔ اسے امام بنانا، اس کے پیچھے نماز (خواہ فرض ہو یا سنت یا نفل) ادا کرنی مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) الغرض ایسے آدمی کو امام مقرر کرنا جائز نہیں۔ اگر مقرر کر دیا، تو معزول کرنا لازم ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جو حفاظ وغیرہ سارا سال داڑھیاں منڈاتے یا حد شرع سے کم رکھتے ہیں۔ رمضان مبارک کے قریب داڑھیاں بڑھا لیتے ہیں، ایسے حفاظ دوہرے مجرم ہیں۔ ایک تو داڑھی کٹوانے کی وجہ سے فاسق معلن، دوسرے غرضِ فاسد کے پیش نظر داڑھیاں بڑھانے کی وجہ سے دھوکہ باز۔ یہ وہ لوگ ہیں جو چند روپوں کی خاطر لوگوں کی نماز اور اپنی آخرت تباہ کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں (مسلم ۱۰۱) ایسے حفاظ اگر تائب ہو کر داڑھی بقدر سنت بڑھا لیں اور ان کی توبہ خوب ظاہر ہو جائے، وہ یوں کہ اس حال میں ان پر ایک زمانہ گذر جائے، تو انہیں امام بنانے میں حرج نہیں۔ ان کی توبہ پر فوراً اعتماد نہ کیا جائے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔,,فاسق آدمی جب اپنے فسق سے توبہ کرلے تو اس کی گواہی اس وقت تک قبول نہ کی جائے۔ جب تک اس پر ایک مدت نہ گذر جائے جس میں توبہ کا اثر خوب ظاہر ہو۔،، لہٰذا مذکورہ حافظ کو امام مقرر نہ کیا جائے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مفتی عبدالسلام ہاشمی و مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی (ماہنامہ اہل سنت اکتوبر 2007)

فتویٰ مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد رحمہ اللہ: بلاشبہ داڑھی کترے حافظ فاسق ہیں ان کے پیچھے نماز خواہ فرض ہو یا سنت یا یا تراویح ادا کرنی مکروہ تحریمی ہے۔ اگر بامر مجبوری ان کے پیچھے پڑھ لی یا پڑھنے کے بعد حال کھلا تو نماز پھیر لے (دوبارہ پڑھے) اگرچہ وقت جا رہا ہو (کذا فی الشامی) داڑھی کترے آدمی سید، قاری، حافظ، عالم، فاضل ہونے سے مستحق امامت نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی مسجد میں امام داڑھی کترا ہے تو وہ مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں چلا جائے۔ ابوالبرکات سید احمد حزب الاحناف لاہور

مسئلہ سیاہ خضاب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمہ اللہ کا فتویٰ

س کیا حکم ہے علمائے اہل سنت کا کہ خضاب لگانا جائز ہے یا نہیں۔ بعض علماء جواز کا فتویٰ دیتے ہیں بینوا توجروا۔

الجواب سرخ یا زرد خضاب اچھا ہے اور زرد بہتر اور سیاہ خضاب کو حدیث میں فرمایا: کافر کا خضاب ہے۔ دوسری حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔ (طبرانی مجمع الزوائد ج 5 ص 163) یہ حرام ہے جواز کا فتویٰ باطل و مردود ہے۔ ہمارا مفصل فتویٰ اس بارے مدت کا شائع ہو چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (احکام شریعت ص 139 مسئلہ نمبر 43)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کا خضاب زردی ہے اور مسلمان کا خضاب سرخی ہے اور کافر کا خضاب سیاہی ہے۔ (طبرانی کبیر، مستدرک للحاکم ج 3 ص 202)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو اس سیاہی سے خضاب کیا کرے گی کبوتروں کے پوٹوں کی طرح وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائیں گے۔ ابوداود 4212 نسائی مشکوۃ کتاب اللباس باب الترجل 4452

اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں: اس سے صراحۃً معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب حرام ہے۔ خواہ سر میں لگائے یا داڑھی میں، مرد لگائے یا عورت۔ اس سے معذوری کی حالت مستثنیٰ ہے۔ علاج کے لئے یا غزوہ کے لئے سیاہ خضاب جائز ہے۔ (مرقات، مراۃ ج6 ص140) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک شخص گذرا جس نے مہندی کا خضاب لگایا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہی اچھا ہے، پھر دوسرا گذرا جس نے مہندی اور وسمہ سے خضاب کیا تھا تو فرمایا: یہ اس سے اچھا ہے۔ پھر ایک اور آدمی گذرا جس نے زردی سے خضاب کیا تھا تو فرمایا: یہ ان سب سے اچھا ہے۔ ابوداود 4211 ، ابن ماجہ 3627 مشکوۃ کتاب اللباس باب الترجل 4454

اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں: دوسرے آدمی نے مہندی میں تھوڑا سا وسمہ لگایا تھا جس سے خضاب کا رنگ پختہ سرخ ہوگیا تھا سیاہ کی حد کو نہ پہنچا تھا۔ مرقات۔ لہذا اس سے سیاہ خضاب کی حلت ثابت نہ ہوئی۔ سیاہ خضاب کی حلت کی ایک حدیث بھی نہیں حرمت کی بہت احادیث ہیں۔ معلوم ہوا کہ زرد خضاب حضور ﷺ کو بہت پسند تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ کو پیش کیا گیا ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ (سفید پھولوں) کی طرح سفید تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ وَ اجْتَنِبُوا السَّوَادَ ان کو کسی چیز سے تبدیل کرو اور سیاہ رنگ سے بچو۔ (مسلم 2102 مشکوۃ حدیث 4424) علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: چونکہ احادیث میں سیاہ خضاب پر وعید آئی ہے اس لئے صحیح یہ ہے کہ غیر حالتِ جنگ میں سیاہ خضاب لگانا مکروہ تحریمی ہے۔ بعض صحابہ اور تابعین سے جو سیاہ خضاب لگانا منقول ہے، ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس اس کی کوئی توجیہ اور تاویل ہو، بہر حال ہمارے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے ارشادات مقدم ہیں، امام اعظم کا یہی مذہب ہے کہ جب احادیث رسول اور آثار صحابہ میں تعارض ہو تو احادیث کو آثار پر ترجیح دی جائے گی۔ شرح مسلم ج6 ص423

حضرت علامہ مفتی محمد اشرف القادری آف نیک آبادی گجرات کا فتویٰ: ہمارے فقہاء کرام کا اتفاق ہے اس بات پر کہ سیاہ خضاب سر کو لگایا جائے یا داڑھی کو شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ ایک بار لگایا تو گناہ صغیرہ اگر بار بار لگایا جائے تو گناہ کبیرہ اور مکروہ ہے۔ جو یہ کام کرتا ہے وہ فاسق معلن ہے یعنی جو اعلانیہ گناہ کرتا ہے اس کا گناہ لوگوں کو دکھائی دے رہا ہو۔ فسق کہتے ہیں شرع شریف کی نافرمانی کو تو اس نے خضاب لگایا ہوا ہے اور وہ سب کو نظر بھی آرہا ہے تو یہ اعلانیہ فسق ہے۔ اور فاسق معلن کی اقتداء میں جو نماز پڑھی جائے وہ واجب الاعادہ ہوتی ہے اسے لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔ تو ایسے شخص کو امام بنانا شرع شریف کے اندر حرام و ناجائز ہے اگر کسی شخص کے اختیار میں ہو کہ وہ امام مقرر کرسکتا ہو اور معزول کرسکتا ہو تو اسے ایسے امام کو معزول کردینا چاہئے۔ یا اگر ایسا شخص امام بننا چاہتا ہو تو ایسے بااختیار شخص کو اس کے امام بننے کے درمیان رکاوٹ کھڑی کرنا چاہئے اور اگر اس کے بس میں نہیں اور کہیں مجبوراً ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنی پڑھ جائے تو اس نماز کا اعادہ کرے اس کو کوشش کرکے کسی ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کرنی چاہئے جو کالا خضاب نہیں لگاتا اگر کسی نے اپنی نفسانی خواہش پوری کرنی ہے تو اسے کوئی حق نہیں کہ لوگوں کی نمازیں برباد کرے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو اس سیاہی سے خضاب کیا کرے گی کبوتروں کے پوٹوں کی طرح وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گی۔ ابوداود 4212 نسائی مشکوۃ کتاب اللباس باب الترجل 4452

اگر وہ جہنم میں جانا چاہتا ہے تو علیحدہ ہو کر جائے یہ نہیں کہ وہ اپنے مقتدیوں کو بھی ساتھ لے کر جائے۔ حدیث وفقہ کی رو سے ہر رنگ جائز ہے سوائے سیاہ رنگ کے یا دہ رنگ سرخ ہو یا سبز لیکن دیکھنے والے کو سیاہ نظر آتا ہے جیسے ڈارک براؤن کہ عام طور پر دیکھنے سے یا فاصلے سے دیکھنے سے سیاہ نظر آتا ہے تو یہ بھی ممنوع ہے۔ کیونکہ یہ سیاہ نظر آرہا ہے اس کا بھی وہی حکم ہے۔ (مفتی صاحب کی یہ ڈیو CD میرے پاس موجود ہے۔)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ایسی بات کو چھوڑ دو جس میں شک ہو اس بات کو اختیار کرو جس میں شک نہ ہو۔ ترمذی، مشکوۃ 2773

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحدیث نعمت کا مفہوم

===================(محقق اہلسنت جناب علامہ رمضان احمد اویسی صاحب)================

علامہ اسماعیل حقی صاحب فرماتے ہیں۔

فان تحدیث العبد و اخبارہ بنعمة اللہ شکر بالسان و تذکیر للغیر

ترجمہ: بندے کا تحدیث نعمت اور اس کی خبر دینا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ہے زبان سے اور غیر کو نصیحت۔ (روح البیان ۱۰/۴۵۹)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

''ہر نعمت پر شکر ادا کرنا واجب ہے، مالی نعمت کا شکریہ ہے کہ اس مال میں سے کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص نیت کے ساتھ خرچ کرے اور بدنی نعمت کا شکریہ ہے کہ جسمانی طاقت کو اللہ تعالیٰ کے واجبات ادا کرنے میں صرف کرے اور گناہوں سے بچے اور علم و معرفت کی نعمت کا شکریہ ہے کہ دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔ (مظہری ۲۸۸ جلد ۱۰)

اظہار نعمت کا فائدہ:

صاحب فتوحات قدس سرہ آوردہ کہ نعمت چیزست محبوب بالذات و منعم در اغلب شکور میباشد. پس حق سبحانہ وتعالیٰ حبیب خود را فرمود کہ از نعمت من سخن گوئی کہ خلق محتاج اندو محتاج چوں ذکر منعم شنود بدو میل کند رادوست دارد پس بجهت تحدث بنعمت من خلق را دوست من گردانی و من ایشا نر دوست(روح البیان ۴۵۹ جلد ۱۰)

ترجمہ: صاحب فتوحات قدس سرہ بیان کرتے ہیں کہ نعمت وہ چیز ہے جو محبوب بالذات ہوتی ہے اور نعمت میں غالب طور پر شکر کیا جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم دیا کہ میری نعمتوں کا ذکر کرو۔ اس لئے کہ مخلوق نعمتوں کی محتاج ہے اور محتاج جب منعم کا ذکر سنتا ہے تو اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس منعم کو دوست رکھتا ہے۔ پس تو میری نعمتوں کا ذکر کرکے مخلوق کو میرا دوست بنا۔ میں ان کو دوست بناؤں گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تحدیث نعمت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو پروردگار نے ''روح اللہ''، ''کلمۃ اللہ'' کے لقب سے ملقب فرمایا بن باپ پیدا فرما کر اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا۔ جنہوں نے جھولے میں کلام فرمایا، اپنی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی کو بیان کیا اور اپنی نبوت کا اعلان کیا، صاحب کتاب ہونے کی خبر دی نیز اپنی عبدیت کو بیان کرکے عیسائیت کے عقیدۂ تثلیث کا قلع قمع کر دیا، فرمایا

''ان عبد اللہ اتانی الکتاب و جعلنی نبیا''

''میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دے دی اور مجھے نبی بنا دیا''۔ اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا تذکرہ کیا بطور تحدیث نعمت فرمایا

انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ و ابری الاکمہ و الابرص و احی الموتیٰ باذن اللہ و انبئکم بما تاکلون و ما تدخرون فی بیوتکم۔ (الِ عمران ۴۹)

ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے پرندکی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو جو اپنے گھروں میں جمع کر

کے رکھتے ہو۔"

سرکار دو عالم ﷺ اور تحدیث نعمت:

اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کو بلاواسطہ یہ حکم دیا" و اما بنعمة ربک فحدث"

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں

" ما جاء ک من اللہ من نعمة و کرامة من النبوة فحدث بها و اذکرها و ادع الیها

ترجمہ: اے پیارے حبیب جو نعمت و کرامت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے از قبیل نبوت اس کا خوب چرچا فرمائیں اس کا ذکر کریں اور اس کی طرف دعوت دیں۔ (ابن کثیر ۶۷۷ جلد ۴)

امام قرطبی فرماتے ہیں

"وام بنعمة ربک فحدث" ای انشر ما انعم اللہ علیک بالشکر و الثناء"

اس آیت" واما بنعمة ربک فحدث" کا مفہوم یہ ہے کہ پیارے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نعمتیں نازل فرمائیں ہیں ان کا ذکر کرو شکر اور ثنا کیساتھ۔ (قرطبی ۱۰۲ جلد ۲۰)

قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"امره باظهار نعمة علیه و شکر ما شرفه بنشره واشارة ذکره بقوله تعالیٰ 'واما بنعمة ربک فحدث' فان من شکر النعمة الحدیث بها و هذا خاص له، عام لامته (کتاب الشفاء جلد ۱، ص ۴۱)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

" وما بنعمة ربک فحدث' الی اشکر علی ما انعم ربک علیک . آیت مبارکه کا مفهوم یه هے که اے پیارے آپ اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا کیجئے . (تفسیر مظهری ۱۰/ ۲۸۷)

حضرت امام مجاہد علیہ الرحمہ کے اس بارے میں تین قول ہیں

☆...... تلک نعمة من لاقرآن فان القرآن اعظم ما انعم اللہ به علی محمد ﷺ و التحدیث به ان یقراه و یقرئی غیرهو یبین حقائقه لهم

نعمت سے مراد قرآن ہے بے شک قرآن پاک نبی اکرم ﷺ کو عطا کردہ نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے، تحدیث نعمت یہ ہے کہ اسے پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیں اور اس کے حقائق ان پر ظاہر فرمائیں۔

☆......تلک النعمة هی النبوة ای بلغ ما انزل الیک من ربک

اس نعمت سے مراد نبوت ہے یعنی جو کچھ آپ کو رب نے عطا فرمایا اس کی تبلیغ فرمائیں۔

☆ . اذا وفقک اللہ فراعیت حق الیتیم و السائل، وذالک التوفیق نعمة من اللہ علیک فحدث بها لیقتدی بک غیرک

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق عطا فرمائی ہے تو آپ یتیم اور بھکاری کے حق کی رعایت فرمائیں اور یہ توفیق اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے آپ پر پس آپ اس نعمت کا چرچا کریں تا کہ آپ کے سبب دوسرے آپ کی اقتداء کریں۔ (تفسیر کبیر ۳۲۱/۱۶)

......☆☆☆...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

......﴿اسم **محمد** ﷺ مبارک ونافع ہے﴾......

==================================== (اے ایم انصاری شکرگڑھ)

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ایسا مبارک، مقدس اور نافع لفظ ہے، نام ہے۔ جو پاکستان اور دیگر تمام اسلامی دنیا میں سب سے زیادہ بولا، پڑھا اور لکھا جاتا ہے۔ "محمد" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) وہ نام ہے، لفظ ہے جو سب سے زیادہ پیارا، خوبصورت، مترنم ہے شیریں ہے مقدس اور مبارک ہے۔ اس نام کو جب زبان سے ادا کیا جائے تو ایک ایمان افروز، جاں افزا، دل نواز صدا بلند ہوتی ہے۔ اس صدا سے فضا میں ایسا گوش نواز ارتعاش پیدا ہوتا ہے جو دلوں و دماغ پر انتہائی خوشگوار اثرات چھوڑتا ہے۔ دل پر وجد طاری ہو جاتا ہے، دل خوشی سے جھوم جھوم اٹھتا ہے۔

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)...... دنیا کی سب سے عظیم، مقدس اور قابلِ صد احترام ہستی کا نام ہے۔ جس کی عظمت و رفعت نعت وستائش تعریف وتوصیف کا بیان بہت لمبا، لامتناہی اور غیر مختتم ہے۔ اس نام کی تقدیس تبریک اور حسن و وجاہت کا یہ عالم ہے کہ اکثر لوگ اپنے نام کے پہلے لفظ "**محمد**" لگاتے ہیں جو خوبصورت اور بابرکت سابقہ کے طور پر ہمارے نام کیساتھ مل کر ہمارے نام کو مکمل کرتا ہے۔ جس کے بغیر ہمارا نام نامکمل اور ادھورا ہے..... ...... جب لفظ "محمد" ہمارے نام کے ساتھ ملتا ہے، لگتا ہے تو نہ صرف ہمارا نام مکمل ہوتا ہے بلکہ ہمارے نام کی اہمیت اور قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہمیں اپنے پیارے نبی ﷺ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ پیارے نبی ﷺ کی یہ قربت مصاحبت ہمارے لئے باعث برکت ہے، نافع ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے نام اقدس پر اگر کسی نے اپنا نام رکھا تو یہ اس کے لئے نہ صرف آخرت میں بہتری کا باعث ہوگا بلکہ اس دنیا میں بھی باعث خیر و برکت ہوگا۔ وہ شخص، جس جگہ، جس گھر میں، جس مجلس میں ہوگا، ان تمام صورتوں میں وہاں رب کریم کے فضل و کرم سے بیش بہا نعمتوں اور برکتوں کی بارش ہوگی۔ حضرت سریج بن یونس فرماتے ہیں کہ "اللہ کے مقرر فرشتے، جو زمین پر گھومتے پھرتے ہیں، جس گھر میں کوئی محمد یا احمد نام کا شخص رہتا ہو وہاں ٹھہر جاتے ہیں اور اس شخص کیلئے نیک دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔" لہٰذا ہر گھر میں ایک دو ایسے شخص ہونے چاہئے تا کہ وہاں حضور ﷺ کی بساطت سے خیر و برکت ہوتی رہے۔ حضرت علامہ شاہ عبدالحق فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اسم مبارک پر نام رکھنا مبارک و نافع ہے۔ دنیا و آخرت میں حفاظت و نجات کا باعث ہے۔

ایک حدیث قدسی کا مفہوم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "مجھے عزت و جلال کی قسم! جس کا نام میرے حبیب کریم ﷺ کے نام پر ہوگا اس کا گھر جنت میں بناؤں گا"۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا "جس نے اپنا نام میری محبت اور میرے اسم گرامی سے خیر و برکت حاصل کرنے کی غرض سے میرے نام پر "**محمد**" رکھا۔ وہ جنت کا مقیم ہوگا" غرض یہ ہیں، حضور اقدس ﷺ کے اسم مبارک کی برکت کے جلوے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کا نام سرکار دو عالم ﷺ کے نام سے مزین ہے۔

☆☆☆

اعلیٰحضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر

ایک الزام کا جواب

﴿ابواُسامہ ظفر القادری بکھروی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعتراض: مولانا احمد رضا خان بریلوی نے "ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ نمبر ۴۷" میں عبدالرحمٰن قاری (صحابی رسول) پر فتویٰ کفر لگایا ہے۔

جواب: قارئین محترم! گزارش یہ ہے کہ عبدالرحمٰن قاری نام کا حضور نبی کریم ﷺ کا کوئی بھی صحابی نہیں ہے۔ کیونکہ اسماء الرجال اور خاص کر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر جتنی بھی کتب لکھی گئی ہیں اس نام کے کسی صحابی کا ذکر موجود نہیں۔ اور اگر معترضین اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو کتب معتبرہ میں سے اس نام کے صحابی کے حالات زندگی اور اس کا سن پیدائش و وفات پیش کریں۔

مخالفین کی چال بازی:

مخالفین عوام کو دھوکہ دینے کے لیے ایک نام پیش کرتے ہیں جن کا نام "عبدالرحمٰن بن عبدالقاری" ہے۔ کیا عبدالرحمٰن قاری اور عبدالرحمن بن عبدالقاری میں کوئی فرق نہیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ دعویٰ کیا اور دلیل کیا؟۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں جس عبدالرحمٰن قاری کا تذکرہ ہے وہ کوئی اور شخص ہے اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کوئی اور ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جس عبدالرحمٰن کا ذکر ملفوظات اعلیٰ حضرت میں موجود ہے وہ عبدالرحمٰن قاری قبیلہ بنی قارہ سے ہے اور رسول اللہ ﷺ کے مویشیوں پر ڈاکہ ڈالنے والا ہے۔ یہ واقعہ امام بخاری ۱ کے مطابق غزوہ خیبر سے صرف تین روز پہلے پیش آیا۔ اسی طرح یہ بات صحیح مسلم باب غزوہ ذی القرد ۱۱۳/۲ و فتح الباری شرح بخاری ۴۶۰/۷ و شرح صحیح مسلم للسعیدی ۵۹۷/۵ میں بھی موجود ہے۔ اسی غزوہ میں عبدالرحمٰن قاری صحابہ کرام کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اور یہ غزوہ ۷ ہجری کا ہے۔ اس غزوہ کے ہیرو حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے جو روایات مروی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

"حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی سواری کے اونٹ اپنے غلام رباح کے ہمراہ چرنے کے لیے بھیجے تھے اور میں (سلمہ بن اکوع) بھی ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) کے گھوڑے سمیت ان کے ساتھ تھا کہ اچانک صبح عبدالرحمٰن فزاری (☆) نے اونٹوں پر چھاپہ مارا اور ان سب کو ہانک کر لے گیا اور چرواہے کو قتل کر دیا۔ میں نے کہا! رباح یہ گھوڑا لو اور اسے ابوطلحہ تک پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ تک خبر دو۔ اور خود میں نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف رخ کیا اور یاصباحاہ!! تین مرتبہ پکارا پھر میں حملہ آوروں کے پیچھے چل نکلا اور ان پر تیر برساتا جاتا اور یہ رجز پڑھتا جاتا:

انا ابن الاکوع　　الیوم یوم الرضع

ترجمہ: میں اکوع کا بیٹا ہوں۔ اور آج کا دن دودھ پینے والے کا دن ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بخدا میں انھیں مسلسل تیروں سے چھلنی کرتا رہا۔ جب کوئی سوار پلٹ کر میری طرف آتا تو میں کسی درخت کی اُوٹ میں بیٹھ جاتا۔ پھر اسے تیر مار کر زخمی کر دیتا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ پہاڑ کے تنگ راستے میں داخل ہوئے تو میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور پتھروں سے ان کی خبر لینے لگا۔ اس طرح میں نے مسلسل ان کا پیچھا کیے رکھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے جتنے اونٹ تھے میں نے ان سب کو

اپنے پیچھے کرلیا۔اوران لوگوں نے میرے لیے ان اونٹوں کو آزاد چھوڑ دیا۔لیکن میں نے پھر بھی ان کا پیچھا جاری رکھا۔اوران پر تیر برساتا رہا۔یہاں تک کہ بوجھ کم کرنے کے لیے انھوں نے تیس سے زیادہ چادریں اورتیس سے زیادہ نیزے پھینک دیے"۔

حاصل کلام یہ کہ اس لڑائی میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عبدالرحمٰن کو قتل کرڈالا۔رسول اللہ ﷺ نے اس پرتبصرہ کرتے ہوئے فرمایا!

"آج ہمارے سب سے بہتر شہسوار ابوقتادہ اورسب سے بہتر پیادہ سلمہ(بن اکوع) ہیں۔اورآپ ﷺ نے مجھے دو حصے دیے ایک پیادہ کا اورایک شہسوار کا اورمدینہ واپس ہوتے (یہ شرف بخشا) کہ عضباء نامی اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار فرمالیا"۔ ۲

قارئین محترم! ذراغور فرمائیں کہ یہ عبدالرحمٰن جس کا ذکر ملفوظات اعلیٰ حضرت میں کیا گیا ہے ۷ ہجری کے معرکے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہاتھوں قتل ہوا۔

اوررہاعبدالرحمٰن بن عبدالقاری تو اس کی تفصیل یہ ہے:

اکثر محدثین نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو تابعی تسلیم کیا ہے۔صرف علامہ واقدی انھیں صحابہ میں شمار کرتے ہیں۔کیونکہ انھوں نے ان کو اُن لوگوں میں شمار کیا ہے جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے مگر انھیں حضور ﷺ سے سماع حدیث کا شرف حاصل نہ ہوسکا۔ان کی وفات ۸۱ ہجری میں ہوئی جبکہ ان کی عمر ۷۸ سال تھی۔اس حساب سے انکی پیدائش ۳ ہجری ہے۔تو کیا وہ چار سال کی عمر میں لڑنے گئے تھے؟۔جیسا کہ "اکمال فی اسماء الرجال" میں ہے:

"عبد الرحمن بن عبد القاری يقال انه ولد علی عهدا رسول الله ﷺ وليس له منه سماع ولا رواية وعده الواقدی من الصحابة فيمن ولد عهد رسول الله ﷺ المشهور انه تابعی وهو من جملة تابعی المدينة و علمائها سمع عمر بن خطاب مات سنة احد و ثما نين وله ثمان و سبعون سنة"۔ ۳

ترجمہ:ان کا نام عبدالرحمٰن بن عبدالقاری ہے۔کہاجاتا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے لیکن نہ حضور ﷺ سے حدیث کی سماعت کی نہ ہدایت بیان کی۔مؤرخ واقدی نے اُن صحابہ کے ذکر میں جو آنحضرت (ﷺ) کے زمانہ میں پیدا ہوئے اِن کا بھی شمار کیا ہے۔لیکن مشہور یہ ہے کہ یہ تابعی ہیں۔مدینہ کے تابعین اور وہاں کے علماء میں سے ہیں۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی۔۸۱ھ میں بعمر ۷۸ سال وفات پائی۔

۲)ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

"عبد الرحمن بن عبد القاری ولد علی عهد النبی ﷺ وقيل به اليه وهو صغير روی عن عمرو ابی طلحه وابی ايوب وابی هريرة---قال ابن معين ثقه--- وقال ابن سعد توفی بالمدينة سنة ۸۵ ھ فی خلافت عبد الملك وهو ابن (۷۸)سنة---اجلة تابعی اهل المدينة وعلمائهم---وقال العجلی مدنی تابعی ثقه و ذكره مسلم وابن سعد وخليفة فی الطبقة الاول من تابعی اهل المدينة"۔ ۴

۳)اسی طرح علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ ۳/۳۷۷،۳۷۸ مطبوعہ دارالفکر میں لکھا ہے۔علاوہ ازیں درج ذیل کتب میں بھی عبد الرحمٰن بن عبدالقاری کے متعلق تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں:

۴)طبقات ابن سعد ۵/۵۷ (۵)طبقات خلیفہ ۲۳۶ (۶)ثقات العجلی ص ۳۳

۷)تاریخ البخاری الکبیر ۵/الترجمہ ۹۸۸ (۸)علل احمد ۱/۲۵۷

۹)معرفۃ التاریخ ۱/۳۷۰ (۱۰)شذرات الذھب ۱/۸۸

(۱۱)خلاصۃ الخزرجی ۲/الترجمہ ۴۱۷۶ (۱۲)معرفۃ التابعین صفحہ ۲۶

۱۳) تذھیب التھذیب ۲/ ۲۱۸ (۱۴) تہذیب الکمال ۱۷/ ۲۶۳

۱۵) تاریخ الاسلام ۳/ ۱۸۶ (۱۶) سیر أعلام النبلاء ۴/ ۱۴،۱۵

۱۷) تجرید أسماالصحابۃ ۱/ الترجمہ ۳۷۲۰ (۱۸) الکاشف ۲/ الترجمہ ۳۲۹۷

۱۹) العبر ۱/ ۹۲ (۲۰) ثقات ابن حبان ۵/ ۷۹ (۲۱) الجرح والتعدیل/ الترجمہ ۱۲۳۳

ان تمام کتب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری تابعی ہیں۔لہذا ملفوظات اعلیٰ حضرت میں جس عبدالرحمٰن کا ذکر ہے وہ یہ نہیں ہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ چلو صحابی نہ سہی تابعی کو کافر کیوں کہا؟

اس ضمن میں عرض ہے کہ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں موجود عبدالرحمٰن کا ذکر تو عہد نبوی ﷺ سے ہے تو پھر وہاں تابعی کہاں سے آ گیا؟ بہر حال تابعی ہو یا صحابی یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے جس عبدالرحمٰن کو کافر کہا ہے یہ وہ شخص ہے۔اور جس کے کفری کارنامے ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم میں موجود ہیں۔چند باتیں قارئین کی وضاحت کے لیے پیش کی جاتی ہیں۔

۱) یہ عبدالرحمٰن اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور ﷺ کے اونٹوں پر آ پڑا۔

۲) حضور ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔

۳) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اس کا تعاقب کیا۔

۴) اس عبدالرحمٰن کو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔

گزارش دل:

☆ کیا حضور ﷺ کے اونٹوں کو لوٹنے والا صحابی یا تابعی ہوگا؟

☆ کیا حضور ﷺ اور انکے صحابہ سے جنگ کرنے والا صحابی یا تابعی ہوگا؟

☆ کیا حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی کا تعاقب کیا؟

☆ کیا حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی یا تابعی کو قتل کیا؟

ہر ذی عقل و ذی فہم ان سوالات کے جوابات کے بارے میں یہی کہے گا کہ ہرگز نہیں۔غزوہ ذی قرد کے حالات و واقعات پڑھ کر سب کا یہی فیصلہ ہوگا کہ یہ عبدالرحمٰن ضرور بضرور اللہ اور اس کے رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن اور بدترین کافر تھا۔

ایک غلط فھمی اور اسکا ازالہ:

ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم میں عبدالرحمٰن کے نام کے ساتھ جو واقعات تفصیلاً مذکور ہیں وہ واقعی طور پر اس بات کی غمازی کر رہے ہیں کہ یہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔اگر چہ اس کافر عبدالرحمٰن کی نسبت سامع یا جامع کی غلطی کی وجہ سے بدل گئی ہے۔فزاری کی جگہ قاری ہوگیا ہے۔صرف نسبت بدلنے سے مسمی نہیں بدلتا۔اور ملفوظات میں صاحب ملفوظات کی عبارت بعینہ منقول نہیں ہوتی بلکہ یہ روایت بالمعنی ہوتی ہے اور سامع سے غلطی کا صادر ہو جانا ممکن ہے جیسا کہ اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

............☆☆☆☆............

یاربَّ العلمین جل جلالک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یارحمۃ للعلمین صلی اللہ علیک وسلم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

ختم نبوت تربیتی کنونشن

بتاریخ ۱۵ مئی ۲۰۱۱ء بروز: اتوار بوقت: ۱۰ بجے تا ۱ بجے دن بمقام: ہال مسجد بہارِ مدینہ۔ نزد بجلی گھر۔ نارووال

بفیضانِ نظر

شمس العارفین، بدرالکاملین، حضور مفکرِ اسلام

پروفیسر محمد حسین آسی

قدس سرہ العزیز

زیرِ صدارت:

شیخِ طریقت، قاہرِ اہلِ بدعت

صاحبزادہ **عطاء الحق نقشبندی** آسوی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور مفکرِ اسلام

لیکچر

مجاہدِ ختمِ نبوت، پیکرِ شجاعت، مردِ مجاہد

جناب **شجاعت علی مجاہد** صاحب

سیالکوٹ

لیکچر

حضرت العلام، مجاہدِ اسلام

علامہ **بدیع الزّمان بھٹی** صاحب

ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ

بتعاون **مفکرِ اسلام ویلفیئر ٹرسٹ** سیالکوٹ

الداعی الخیر: **شیرانِ اسلام پاکستان** ضلع نارووال

Monthly **AL-HAQIQA** May 2011
Reg.No. C.P.L.169